جلد اول
نمبر ۱۲-۱

فاللہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین

الحافظ

شیعہ مدرسۃ الحفاظ لاہور کا ماہوار علمی رسالہ

زیر حمایت شمس العلماء سرکار حجۃ الاسلام علامہ حائری مجتہد پنجاب مدظلہم العالی

مدیر

ایم۔ ایم عبداللہ

نور ایمان طبع دہم

یہ وہی کتاب ہے جس میں دو طالبعلموں کا آپس میں مناظرہ ہے لیکن اس ایڈیشن میں اسقدر جدید مضامین کا اضافہ ہوا ہے کہ بجائے خود ایک نئی کتاب تیار ہوگئی ہے صفحہ ۱ تا ۲۸ دیباچہ جدید قابلدید ہے اور صفحہ ۱۲ تا ۱۸ مضمون بعنوان قصہ مختصر بالکل نیا اور قابلقدر ہے یعنی ان اوراق میں ثابت کیا ہے کہ مذہب سنت جماعت کوئی مذہب نہیں بلکہ پولیٹیکل پارٹی ہے اور یہ کہ اسلام میں خداداد مذہب صرف شیعہ مذہب ہے صفحہ ۳۸۹ سے صفحہ ۳۹۴ میں ثابت کیا ہے کہ جناب امام حسینؑ ملائکہ سے افضل ہیں اور روضہ اقدس حضرت کا خانہ کعبہ سے افضل ہے۔ نیز اس میں مصنف رسالہ کا فوٹو بھی دیا گیا ہے۔ باوجود اتنے مضامین زیادہ ہونے کے اور لکھائی چھپائی و کاغذ سابقہ ایڈیشنوں سے بدرجہا بہتر ہونے کے قیمت پھر بھی وہی سابقہ یعنی بلا جلد ۱۲/ مجلد ولایتی عہ۱ علاوہ محصولڈاک۔

ذبح عظیم

مصنفہ عالی جناب مستطاب السید محمد ابوجعفر صاحب نقوی امروہوی۔ اس میں اسباب شہادت شہید اسلام پر کافی روشنی ڈالی گئی ہے اور شہیدان کربلا کے دلخراش واقعات کو پردرد لہجہ میں بیان کیا گیا ہے۔ گویا موالیان حسین مظلوم سے سامنے کربلا کا نقشہ رکھا ہوا نظر آتا ہے۔ اور جن وجوہات کی بدولت جناب مظلوم کربلا نے ناقابل برداشت اذیتیں اٹھا کر اپنی اور اپنے اعزا کی شہادت قبول فرمائی ہے مدلل اور فلسفیانہ طور پر واضح کی گئی ہے۔ قابلدید رسالہ ہے اور امید ہے کہ محبان حیدر کرار اس گوہر آبدار کی قدر کریں گے اور فوراً آرڈر بھیجکر رسالہ ہذا طلب فرمادیں گے۔

قیمت فی جلد صرف ۸/

مفاتح البرکات

اہل سنت جماعت نے ہماری کتاب رمی الجمرات کا جواب شوائظ البرکات لکھا اور اس کے جواب الجواب میں جناب مولانا مولوی حاجی مرزا احمد علی صاحب قبلہ نے مفاتح البرکات تحریر فرمایا ہے۔ اس میں نہ صرف شوائظ ہی کا جواب دیا ہے بلکہ رمی الجمرات کے دلائل کو اور بھی قوت دیدی گئی ہے۔ نہایت ہی قابل دید کتاب ہے۔ ضرور منگا کر ملاحظہ فرمائیں۔ قیمت فی جلد صرف ۱۲/

آئینہ مذہب سنی نو ترمیم

یہ کتاب دوسری دفعہ بہت ہی اضافہ کیساتھ شائع ہوئی ہے گویا پہلے کی نسبت دو گنی ہوگئی ہے اور ڈاکٹر نور حسین صاحب مصنف کتاب ہذا کا فوٹو بھی دیا گیا ہے۔ اس کا مضمون کتاب کے نام ہی سے ظاہر ہے۔ زیادہ تشریح کی ضرورت نہیں آپ خود منگوا کر ملاحظہ فرماسکتے ہیں۔ لکھائی چھپائی نہایت اعلیٰ۔

قیمت فی جلد صرف ایک روپیہ

علاوہ محصول ڈاک

نوٹ:۔ آرڈر دیتے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔ اور ۲ کا ٹکٹ بھیجکر فہرست کتب مفت طلب فرمادیں۔

نماز اثنا عشری با ترجمہ مع اصول دین

تمام واجب نمازوں کے مفصل احکام۔ اصول دین، فروع دین وغیرہ درج کئے گئے ہیں۔ قیمت صرف [illegible]

المشتہر: منیجر کتب خانہ اثنا عشری لاہور۔ مغل حویلی

قیمت سالانہ ۶ عہ

الحفاظ

قیمت فی پرچہ ۴ ر

نمبر ۹	بابت ماہ نومبر ۱۹۲۶ء مطابق جمادی الاول ۱۳۴۵ھ	جلد سوم

باب الفتاوی

سوال۔ ایک شخص مکان خریدنے کے لیئے یا کربلائے معلی جانے کے لئے ایک رقم پس انداز کرتا ہے جس پر سال گذر چکا ہے ارشاد فرمایئں کہ اس رقم سے خمس نکالنا ضروری ہوگا یا نہیں؟

الجواب خمس نکالنا اس رقم سے احوط ہے۔ وہو العالم

سوال۔ مومنین کو آپس میں صیغۂ اخوت پڑھنا موجب ثواب ہے یا نہیں اور جس طرح مردوں میں صیغۂ اخوت جائز ہے۔ عورتوں میں یا نامحرم عورت و مرد میں بھی جائز اور موجب ثواب ہے یا نہیں۔ ایجاب و قبول کس کی جانب سے ہونا چاہیئے؟

الجواب۔ باتفاق فریقین ثابت ہے کہ پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام نے صحابہ کرام میں برادری قائم کی اور شایان شان ایک کو دوسرے کا بھائی بنا دیا۔ مثلاً حضرت ابوبکر کو حضرت عمر کا بھائی اور حضرت عثمان کو عبد الرحمن کا بھائی بنایا وغیرہ وغیرہ۔ مگر علیؑ کو ان میں سے کسی کا بھی بھائی نہ بنایا فشکی علیؑ انک اخیت بین اصحابک ولم تواخ بینی وبین احد۔ یعنی پس جناب امیر علیہ السلام نے اس امر کا شکوہ کیا کہ حضور صلعم نے تمام صحابہ میں اخوت (برادری) باندھی اور ایک کو دوسرے کا بھائی بنا دیا۔ لیکن مجھے جناب نے کسی کا بھی بھائی نہ بنایا۔ رسول اللہ روحی فداہ نے جواباً ارشاد فرمایا اے ابوالحسن بتاؤ؛ ان میں کون تمہارا کفو تھا جس کو میں تمہارا بھائی بناتا۔ فواللہ ما اخرتک الا لنفسی فانت اخی فی الدنیا والآخرۃ یعنی پس قسم ہے خدا کی اے علیؑ میں نے تمکو سب سے آخر نہیں رکھا۔ مگر اس لئے کہ تجھے اپنا بھائی بناؤں۔ پس اے ابوالحسنؑ تو دنیا و آخرت میں میرا بھائی ہے مطلب یہ ہے کہ تیری اور میری برادری ظاہری موت کے بعد بھی ٹوٹ نہیں سکتی بلکہ دنیا و آخرت میں ہمیشہ میری اور تیری برادری قائم رہیگی اور موت کے بعد ان سب کی برادری قطع ہو جائیگی اس لئے تو میرا بھائی ہے اور میں تیرا۔ غرض اس سنت رسولؐ کی تعمیل کے لئے مومنین میں صیغۂ اخوت کا اجرا موجب ثواب عظیم قرار پایا ہے پس صیغۂ اخوت جیسے مردوں میں جائز ہے۔ عورتوں میں بھی جائز اور موجب ثواب ہے اور مرد و عورت میں بھی یہ صیغہ جاری ہو سکتا ہے مگر وہ ایک دوسرے پر محرم نہیں ہونگے۔ البتہ اس اخوت کا دین و ایمان۔ نصرت و ہمدردی و دخول بہشت میں ضرور فائدہ مترتب ہوگا۔ ایجاب و قبول دونوں کی طرف سے ہونا چاہیئے جیسا کہ صیغۂ صلح میں ہے واللہ العالم۔

نمقہ خادم الشریعۃ المطہرہ: علی الحائری

شذرات

چکڑالوی ہفوات کا جواب

چکڑالوی خلیفہ مدیر رسالہ اہلقرآن رسالہ مذکورہ کے ہر نمبر میں معدودے چند نفری اپنی جماعت کو محض خوش کرنے اور چندہ بٹورنے کی غرض سے یہ لکھدیا کرتا ہے کہ "فقیر نے کئی مرتبہ...... شیعہ صاحبان کی خدمت میں گذارش کی ہے کہ کربلائی شہادت جو خلاف کتاب اللہ عقیدہ ہے۔ جس سے امام حسینؑ کی توہین ہوتی ہے اور اسی کی وجہ سے محرم میں خونریزی فساد اور لوٹ مار کا عذاب آتا ہے۔ اس کو کیوں نہ مٹایا جائے" خلیفہ چکڑالوی کو واضح ہونا چاہیئے۔ کہ اس نے اس تحریر میں حسین علیہ السلام کی شہادت کو مٹانے کے لئے تین پہلو رکھے ہیں۔ اول یہ کہ شہادت خلاف کتاب اللہ عقیدہ ہے۔ دوم۔ اس سے امام حسینؑ کی توہین ہوتی ہے۔ سوم۔ اسی کی وجہ سے محرم میں خونریزی فساد ہوتا ہے۔

ان کے پہلے جملہ کا تو یہ جواب ہے۔ کہ افسوس ہے۔ اس خلیفہ کو یہاں تک معلوم نہیں ہے۔ کہ واقعہ شہادت امام حسین آیا نزول قرآن سے قبل ہوا ہے یا بعد کیونکہ اگر اس کو یہ علم ہوتا تو ایسا نہ کہتا۔ ورنہ وہ اگر مدعی ہے۔ کہ جن باتوں پر ان کا عملدرآمد ہے وہ سب قرآن میں موجود ہیں۔ تو پہلے وہ بتائیں کہ کون سی آیت کے مطابق ان کا ختنہ ہوا ہے یا وہ اہل ہنود کی طرح بے ختنہ ہے۔ اگر وہ کہے کہ والدین نے کیا ہے تو کم از کم اپنے بیٹے محمد عیسے کا ختنہ اس نے کس آیت کی بنا پر کیا ہے۔ اور یہ لمبی ڈاڑھی کون سی آیت کے مطابق ہے۔ اور وہ کون سی آیت کے مطابق اپنے مردوں کو غسل۔ کفن اور زمین میں دفن کرتے ہیں۔ اگر ان باتوں کا کوئی جواب ان کے پاس نہیں۔ اور یقیناً نہیں ہے۔ اور وہ کوئی آیت اپنے ان اعمال کے ثبوت میں نہیں پیش کر سکتے۔ تو وہ کیوں ان خلاف کتاب اللہ عقیدوں اور عملوں کو ہمیشہ کے لئے نہیں ترک کرتے اور خلاف اصول علمیہ جاہلانہ مضامین لکھکر عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

مزید براں آیت مجیدہ وَالصُّبۡحِ ولیال عشر کی قرآن میں کہیں توضیح نہیں ہے۔ صرف آیت میں ایک صبح اور دس راتوں کی خدا نے قسم کھائی ہے۔ خلیفہ چکڑالوی قرآن ہی سے ثابت فرمائیں کہ وہ کون سی صبح اور دس شبیں ہیں۔ جن کو خدا نے بحلف یاد فرمایا ہے۔ اگر وہ قرآن ہی سے یہ ثابت نہ کر سکیں گے تو پھر ان کا یہ دعویٰ غلط ہو جائے گا کہ قرآن میں ہر امر کو تفصیل کیساتھ بیان کیا گیا ہے۔ جو محتاج احادیث توضیح رسول نہیں ہے۔ کیونکہ یہ صبح اور دس شبیں ضرور اپنے اندر کوئی خصوصیت رکھتی ہیں جس کی وجہ سے خدا نے ان کی قسم کھائی ہے۔ اگر وہ قرآن سے نہیں بتا سکتے۔ تو پھر ان کو مجبوراً یہ مان لینا چاہیئے کہ یہ اسی مظلوم حسین کے ایام شہادت یعنی محرم کی پہلی دس شبوں اور صبح روز عاشورہ کی قسم ہے جس شہادت کو اس نے خلاف کتاب اللہ عقیدہ بتایا ہے۔ اسی قرآن میں اشارۃً عشرہ محرم کا ذکر موجود ہے۔ تو پھر یہ

ان کا قول :- کہ شہادت حسینؑ خلاف کتاب اللہ عقیدہ ہے :- قول کالبول سے زیادہ وقیع نہیں ہے ۔
دوسرے پہلو کا جواب یہ ہے کہ اگر امام حسینؑ کی سچی مظلومیت اور ظالموں کے سچے ظلموں کا ذکر کرنا بھی اس کے فاسد خیال میں امام حسین کی توہین ہے ۔ تو پھر ان کو مجبوراً یہ کہنا پڑے گا کہ جناب مریم پر جھوٹی تہمتوں کا ذکر جو قرآن میں مذکور ہے ۔ اس سے جناب مریم کی قرآن میں (معاذ اللہ) توہین کی گئی ہے اگر مریم کی جھوٹی تہمتوں کا ذکر توہین نہیں ہے ۔ تو لازماً حسین علیہ السلام کے سچے واقعات کا ذکر بھی کسی طرح توہین قرار پا نہیں سکتا ۔ قرآن سے اس کے جاہل محض ہونے کا یہ نتیجہ ہے کہ خود اس نے ان باتوں سے اپنی جہالت پر مہر لگا دی ہے ۔
رہا تیسرا جملہ ۔ سو اس کا جواب بھی صاف ہے کہ بقول اس کے اگر محرم خونریزی اور فساد کا باعث ہے لہٰذا اس کو بند کر دینا چاہیئے ۔ تو اس بنا پر پھر تمام شعائر قرآنیہ جن پر فساد زیادہ تر ہوتے رہتے ہیں بند ہونے چاہئیں ۔ مثلاً عید البقر پر قربانی گاؤ جس کی بنا رہی ہندو مسلم کے فساد کی بنا بھی جاتی ہے ۔ اس کے اس بودی اور جاہلانہ دلیل علیل پر قربانی بند کرنی پڑیگی اور سب سے زیادہ تو نفس قرآن پر ہی ایک بہت بڑے گروہ اہل ہنود کو ہزاروں اعتراض ہیں جن کی بنا پر کوئی روز نہیں کہ کہیں نہ کہیں ملک کے طول و عرض میں قرآن پر فساد نہ ہوتا ہو ۔ تو اس کی اس بودی اور جاہلانہ دلیل پر سب سے پہلے اس کو نفس قرآن ہی سے دست بردار ہونا پڑے گا ۔ فبای حدیث بعدہ یومنون ۔
ناظرین غور فرمائیں ! کہ ایسے جاہلوں کے مضامین بھی اس قابل ہیں کہ الحافظ جیسے مجلہ علمیہ میں اس کے ہفوات کا جواب دیا جائے ۔ یہی وجہ ہے کہ الحافظ نے اس بھلے مانس کو کبھی قابل خطاب ہی نہیں سمجھا اور آج بھی مجبوراً یہ چند سطور لکھی گئی ہیں ۔ تاکہ وہ عوام کو یہ کہکر دھوکا نہ دے سکے کہ میری ہفوات ایسے لاجواب ہیں جس کا شیعہ حضرات جواب ہی نہیں دے سکتے ۔

(مدیر) الیس اللہ بکاف عبدہ

التقریظات

خلافت قرآنی یہ ایک قابل دید اور کتب مناظرہ میں سب سے زیادہ مفید رسالہ حال ہی میں چھپکر تیار ہوا ہے ۔ جس میں خلیفہ حق کے لئے قرآنی لازمہ شرائط نہایت مشرح واضح اور مدلل ذہن نشین کرانے کے بعد چاروں مشہور خلیفوں کا ان قرآنی شروط میں مقابلہ کیا گیا ہے ۔ اور ایک ایک شرط کو علیحدہ علیحدہ ناقابل تردید براہین و دلائل مسلمہ فریقین سے بحوالہ کتاب و مطبع و مصنف صفحہ اور سطور کے ثابت کیا ہے کہ ان مشہور خلیفوں میں صرف ایک جناب امیر ہی برحق خلیفہ تھے جن میں جملہ شرائط خلافت قرآنی مجموعاً موجود تھے اور باقی خلفاء میں شرائط قرآنی میں سے ایک شرط بھی باعتراف فریقین ثابت

نہ تھی۔

اس مضمون کا ایک سلسلہ عرصہ تک رسالہ الحافظ میں بھی بعنوان "خلافت الٰہیہ وامامت قرآنیہ" شائع ہوتا رہا ہے۔ خواص وعوام نے جس کو بے حد پسند کیا۔ اور دفتر میں سینکڑوں خطوط وصول ہوئے جن میں اس مضمون کو علیحدہ پمفلٹ کی صورت میں چھاپنے کی باصرار فرمائش ہوئی۔ کیونکہ اس میں امامت وخلافت جناب امیر علیہ السلام پر کچھ ایسی طرح روشنی ڈالی گئی ہے۔ کہ اس سے قبل آج تک اردو زبان میں شرائط خلافت حقہ مرتضوی کو احاطہ کرنیوالی اس شان کی کوئی تصنیف شیعی دنیا کی طرف سے شائع نہیں ہوئی۔ ملاحظہ فرمانے سے یہ معلوم ہو جائیگا کہ یہ رسالہ باوجود نہایت مختصر ہونے کے حقائق اور معارف کا ایک مواج دریا ہے جو لہریں مار رہا ہے۔ اور اس نے منکرین خلافت حقہ کی رگ جیات کو فلسفہ قرآنی کی تیز دھار سے ایسی طرح کاٹ ڈالا ہے کہ قیامت تک اب ہنگامہ آرائی کی ان میں جرأت ہی پیدا نہ ہوسکے گی۔ ہمارے اس دعوے کی ضمانت کے لئے کافی ہے کہ یہ رسالہ منجملہ افادات (شمس العلماء) صدر الشریعۃ حجۃ الاسلام سرکار علامہ حائری صاحب قبلہ مجتہد العصر والزمان دام ہو کا نتیجہ ہے۔ تمام ناظرین الحافظ کا فرض ہے۔ کہ اس بے نظیر وعدیم المثل مجموعہ نادرہ کو سب سے پہلی فرصت میں خرید کر نہ صرف اپنے ہی ایمان کو روشن کریں بلکہ اغیار پر بھی حقیت خلافت قرآنی کی اتمام حجت کے لئے مفت تقسیم کریں اور پھر قدرت کا تماشہ دیکھیں لکھائی چھپائی اور کاغذ نہایت اعلیٰ قیمت صرف ۵ ر کے ٹکٹ آنے پر رسالہ (پیڈ) روانہ ہوگا۔

مینجر خواجہ بک ایجنسی موچی دروازہ۔ لاہور۔ کے پتہ سے طلب فرمائیں۔

حیدری کیلنڈر بابت ۱۹۲۷ء و ۱۹۲۸ء مرتبہ عالی جناب شیخ ابو القاسم صاحب حسام مالک مطبع وکتب خانہ حیدری چھتہ بازار۔ حیدر آباد۔ دکن چھپ کر شائع ہو گیا ہے۔ جس کے خانہ کیفیت میں تمام ضروری باتیں مع تواریخ قمر در عقرب وایام نحس وغیرہ مرقوم ہیں دو قسم کے کاغذ پر طبع ہوا ہے۔ قیمت کاغذ چکنا ۳ر قیمت کاغذ کھرہ ۲ر نہایت کارآمد چیز ہے۔ مرقومہ بالا پتہ سے طلب فرمائیں۔

التماس دعا یہ سن کر گونہ اطمینان ہوا ہے کہ بشیر احمد ہیڈ کانسٹیبل فرزند دلبند جناب مولوی سید حشمت علی شاہ صاحب خیر اللہ پوری جو ایک مقدمہ میں ۹ ماہ قید سخت کا سزایاب ہوا ہے۔ سیالکوٹ میں اپیل دائر ہو گئی ہے۔ خدا کرے کہ وہ اپیل میں بری ہو جائے مولوی صاحب ممدوح کے لئے اس پیری میں فرزند کا سزایاب ہونا سخت صدمہ ہے۔ ناظرین الحافظ بھی دل سے دعا کریں کہ ارحم الراحمین مولوی صاحب ممدوح کے حال پر رحم فرمائے۔ (مدیر)

قضیہ خاندان قزلباش خان بہادر نواب محمد علی خان قزلباش سی۔ ایس۔ آئی کی درخواست پر مورخہ ۲۴ اکتوبر کو عدالت عالیہ چیف کورٹ لکھنؤ نے تمام جائداد ذاتی سردار نثار علی خان جو پنجاب وہندوستان میں ہے۔ اس کے متعلق حکم صادر فرمایا ہے کہ تا فیصلہ اپیل ڈگری مدعی ... و اصلاحات میں ماخوذ رہے۔ نواب محمد علی خان صاحب نے ۴ نومبر ۱۹۲۷ء کو سرکاری طور پر بابت پنجاب کا قبضہ لے لیا ہے (مدیر)

قطعہ تاریخ ولادت ابوالقاسم سید محمد رفیع ابن سید محمد رضی الرضوی صاحب سلمہا اللہ تعالے

(از نتیجہ فکر مولانا سید اولاد حیدر صاحب بلگرامی مصنف اسوۃ الرسول وغیرہ کتب عدیدہ)

للّٰہ الحمد فصل بوزوزی ٭ در گلستان حائری آمد
عالم و مجتہد ادیب و فقیہہ ٭ اسم او سید علے آمد
رونق ہند و زینت پنجاب ٭ عالم او راست مفتدی آمد
پسرش را عطا شدہ پسرے ٭ بہر او فضل ایزدی آمد
سند متصل ز مسند حق ٭ پئے شرع محمدی آمد
چوں نزول لوامع التنزیل ٭ آیت لطف داوری آمد
از بدخشان معدن قدرت ٭ در برش لعل قیمتی آمد
سال تولید او ز ملہم غیب
پسر سید رضی - آمد
۱۳۴۶ ہجرے

قطع تاریخ و تہنیت ولادت

(از جناب ضیاء حسنین صاحب مظفر نگری دام مجدہم)

شہر سعد ربیع اولے ہیں ٭ ہے ولود حبیب رب عباد
ہوا پیدا اسی مہینہ میں ٭ نور چشم رضی عالے زاد
سال مولد ہے افتخار دین ٭ دنیوی زیب و زین دل کی مراد
ہو گیا اب یہ خانہ تاریخ ٭ دار تہنیت و مبارکباد
۱۳۴۶ھ   ۱۹۲۷ء

ناظرین الحافظ خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ بصورت دیگر عدم تعمیل کی شکایت معاف نہ جواب طلب امور کے لئے ارکا ٹکٹ بھیجنا لازمی ہے۔
(مینجر)

حادثۂ سرحد اور برادرانِ سُنّت و جماعت

(نوشتہ جناب سید مرتضیٰ احسن صاحب از لکھیم پور)

اخبارات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ امور مندرجہ ذیل کا برادران اسلام کو اقبال ہے۔

(۱) جس علاقہ سے شیعہ جماعت ملک بدر کی گئی وہ علاقہ شیعوں کا مملوکہ و مقبوضہ تھا۔ (۲) یہ بھی مسلمات سے ہے کہ سُنی جماعت حملہ آور اور شیعہ رد کرنے والے تھے۔ (۳) یہ بھی مسلمات سے ہے کہ شیعی جماعت نے شکست کھائی اور سنی جماعت فتحیاب ہوئی (۴) یہ بھی مسلمات سے ہے کہ سنی بھائیوں نے بقیۃ السیف شیعہ باشندوں کی جائداد، مکانات اور عورتوں پر قبضہ کر لیا (۵) یہ بھی مسلمات سے ہے کہ ان تمام کارناموں کے بعد شیعہ باشندے ملک بدر کر دیئے گئے جو کہ محض دوسروں کے رحم و انسانیت پر زندگی کے دن کاٹ رہے ہیں۔

ان تمام امور کے بعد تسلیم کیا۔ اسلام۔ اخلاق اور انسانیت کا یہ تقاضا نہیں تھا کہ ظلم رسیدہ جماعت کے ساتھ اظہار ہمدردی اور ظالم گروہ سے نفرت کا اظہار کیا جاتا۔ لیکن نہایت تعجب اور افسوس معلوم ہوتا ہے۔ کہ برادران سنت و جماعت بجائے اظہار ہمدردی و نفرت کے طرح طرح کی رکیک تاویلات میں مبتلا ہو گئی ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ مذہبی تعصب کی وجہ سے نہیں ہوا کوئی کہتا ہے کہ یہ ظلم صرف جائداد پر قبضہ کرنے کی غرض سے عمل میں آیا ہے، کوئی صاحب سیاسیات کی آڑ لے کر جواز کی خواہش کو پورا کرنے کے درپے نظر آتے ہیں۔ جملہ مسلمانان کو ان حالات سے عبرت حاصل کرنی چاہئے۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ غور کریں اور دیکھیں کہ کہاں جا رہے ہیں۔ کیا سبب تلاش کرنے سے مظالم کی حقیقت تبدیل ہو سکتی ہے۔ ان میں سے کوئی وجہ بھی فرض کر لی جائے کسی حالت میں بھی ان مظالم کا جواز پیدا نہیں ہو سکتا۔ اور اس موقع پر یہ نفسانی تاویلات (عذر گناہ بدتر از گناہ) سے زیادہ کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتیں۔ اگر ان تمام وحشیانہ مظالم سے برادران سرحد کا تعصب ظاہر نہیں ہوتا تو کچھ شک نہیں کہ رکیک تاویلات کر کے برادران اسلام مقیم ہندوستان اپنے اوپر تعصب کا الزام عائد کر رہے ہیں۔

برادران سنت جماعت اگر ستم رسیدہ شیعہ جماعت سے ہمدردی اور ظالم گروہ سے اظہار نفرت کرنے کی جرأت اپنے میں نہیں پاتے تھے تو کم از کم رات دن ایک ساتھ معاشرت رکھنے والے ہندوستانی شیعہ بھائیوں کی دل آزاری کا خیال کر کے چپ رہنا چاہئے تھا۔ لہٰذا میں امید کرتا ہوں کہ آئندہ بجائے رکیک اور ناجائز تاویلات کے خاموشی اور سکوت کے عمل سے برادران شیعہ کو ممنون بنائیں گے اور برادران شیعہ کا یہ فرض ہے کہ وہ ان تاویلات میں الجھے بغیر ممکن امداد سے دریغ نہ فرمائیں گے۔ چندے کی رفتار سست ہے۔ تیز ہونی چاہئے۔

سوال: خاتم الانبیاء تمام نبیوں سے ائمہ معصومینؑ افضل ہیں!!

(از افادات شمس العلماء سرکار صدر الشریعہ حضرت علامہ حائری قبلہ مجتہد العصر دام برکاتہم)

ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا:۔

سوال۔ حضرات ائمہ اثنا عشر معصومین علیہم السلام خصوصاً امام المتقین علی ابن ابی طالب علیہ السلام انبیاء سلف سے افضل تھے۔ یا ان سے درجہ مساوات ان کو حاصل تھا اور یا یہ کہ من حیث النبوت انبیاء حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام سے افضل ہیں امید ہے کہ یہ فتوے مع الدلیل تحریر فرمایا جاوے۔

الجواب:۔ بالاتفاق فرقہ امامیہ کا اعتقاد ہے کہ جناب امیر علیہ السلام باستثناء جناب ختمی رسالت صلعم جملہ بشر سے افضل ہیں۔ کیونکہ قرآن مجید میں آیت مباہلہ کے لفظ انفسنا سے بالاتفاق نفس رسولؐ سے علی علیہ السلام مراد ہیں چونکہ رسول اللہ صلعم سب سے افضل ہیں اس لئے نفس رسولؐ سب سے افضل ٹھیرے۔ فخر الدین رازی نے اسی آیت انفسنا کی تفسیر میں انبیاء سلف اور صحابہ پر جناب امیر علیہ السلام کی افضیلت کا استدلال کیا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی لکھدیا ہے کہ اجماع اس بات پر قائم ہے کہ نبیؐ غیر نبیؐ سے افضل ہے اور علیؑ پیغمبر نہیں تھا۔ سو اس کا جواب صاف ہے کہ رازی نفس انفسنا کے استدلال سے تو افضیلت علیؑ کا معترف ہو چکا ہے جس سے ہمکو بھی اتفاق ہے۔ رہا نص کے مقابلہ میں چند غیر معصومین کے اجماع کا دعویٰ وہ کسی طرح قابل حجت نہیں ہو سکتا۔ مزید بریں ہم کہیں گے کہ معیار فضیلت علم ہے جیسا کہ قرآن نے خود اس کا فیصلہ کر دیا ہے۔ ھل یستوی الذین والذین لا یعلمون کبھی عالم اور غیر عالم کا درجہ مساوی نہیں ہو سکتا۔ غور کرو (خلافت الٰہیہ) آدم علیہ السلام میں معارضہ ملائکہ پر فعلم آدم الاسماء کلھا علم آدم علیہ السلام نے ہی تو فرشتوں کو لا علم لنا الا ما علمتنا کہنے پر مجبور کیا ورنہ فرشتوں کا وہ پہلا قول یاد کرلو جو کہا تھا اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفک الدماء ریچ کہنا ان لفظوں سے آدم علیہ السلام کی افضیلت ظاہر ہے یا کچھ اور۔ دیکھو اب وہی فرشتے ہیں جو اسی آدم کے سامنے سربسجود گرے پڑے ہیں۔ بناؤ علم سے یہ افضیلت آدم کو حاصل ہوئی یا نبوت سے۔ نبوت پر بھی آدم اسی علم کی وجہ سے ممتاز ہوئے تو پس ثابت ہوا کہ معیار افضیلت علم ہے نہ نبوت اگر نبوت معیار افضیلت ہوتی تو پھر من حیث النبوت سب نبیؐ و رسول یکساں مساوی ہوتے لیکن ایسا نہیں ہے۔ تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض ان کے اختلاف مدارج پر شاہد ہے۔ تو معلوم ہوا کہ نبوت و رسالت فی الحقیقت معیار افضیلت نہیں ہے۔ بلکہ علم ہے۔ پس ثابت ہوا کہ فخر رازی کا یہ کہنا کہ باجماع نبی غیر نبی سے افضل ہے غلط مخالف عقل و نقل ہے۔ جناب امیر علیہ السلام اگر اعلم تھے تو بالضرور سب سے افضل بھی تھے۔ رسالت مآب روحی فداہ جو قرآن جیسی کتاب لائے سب نبیوں سے اعلم تھے اور علیؑ نفس رسولؐ تھے۔ جو دامن علم رسالت میں تربیت حاصل کرتے رہے جس کو رسول اللہ صلعم نے ہزار دروازہ

علم وحکمت کا تعلیم دیا اور ہر دروازہ سے ہزار ہزار دروازہ علم کا ان کے لئے مفتوح ہوا جس کے علم کی
ومن عندہ علم الکتاب نے بالاتفاق شہادت دی۔ ثعلبی اور ابو نعیم نے نقل کیا ہے محمد بن
حنیفہ سے انہ قال من عندہ علم الکتاب علی ابن ابی طالب یعنی قرآن کی جس آیت کے معنی
یہ ہیں کہ "جس کے پاس کتاب خدا کا علم ہے" وہ علی ابن ابی طالب ہے۔ احمد نے مناقب میں نقل کیا
ہے۔ عن ابن عباس قد سئلہ الناس فقالوا ای رجل کان علیاً قال ملاء جوفہ حکماً وعلماً
وباساً ونجدہ مع قرابتہ من رسول اللہ یعنی ابن عباس سے لوگوں نے پوچھا کہ علی علیہ السلام کیسے
آدمی تھے۔ کہا ان کا پیٹ علم اور حکمت اور خوف خدا اور بندگی سے بھرا ہوا تھا۔ باوجود اس کے وہ پیغمبر
کے ساتھ قرابت قریبہ رکھتے تھے۔ وقال علی علمنی رسول اللہ الف باب یفتح من کل باب
الف باب (متفق علیہ) یعنی جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلعم نے مجھے علم کا ہزار دروازہ
تعلیم دیا اور ہر دروازہ سے میرے لئے ہزار ہزار دروازہ مفتوح ہوا۔ بتاؤ ان کے سوا کسی اور شخص نے
ایسا عظیم الشان دعویٰ کیا ہے؟ ہرگز نہیں۔ وفی الدر المنظم اعلم ان جمیع اسرار الکتب السماویہ
فی القرآن وجمیع ما فی القرآن فی الفاتحہ وجمیع ما فی الفاتحہ فی البسملۃ وجمیع ما فی
البسملۃ فی باء البسملۃ وجمیع ما فی الباء البسملۃ فی النقطۃ التی ھی تحت البا وقال الامام کرم اللہ وجہہ
انا النقطۃ التی تحت الباء۔ ینابیع المودۃ مطبوعہ قسطنطنیہ صفحہ ۶۹ سطر ۱۴۔ یعنی جملہ اسرار کتب سماویہ قرآن
میں موجود ہیں اور تمام علوم قرآن سورہ فاتحہ میں ہیں اور رموز وکنوز فاتحہ بسملہ میں ہیں اور جملہ علوم بسملہ صرف
اس کی ب میں ودیعت ہیں اور جملہ اسرار باء بسملہ نقطہ تحت الباء میں ہیں۔ علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وہ
نقطہ باء بسملہ کا میں ہی تو ہوں۔ پس نفس علی ابن ابی طالب خود اسرار الٰہیہ اور علوم ربانیہ ہے جس کو
جاہلوں نے نہیں پہچانا۔ حالانکہ آنحضرت علی رؤس الاشہاد کرار فرماتے رہے۔ سلونی عن اسرار الغیوب
فانی وارث علوم الانبیاء والمرسلین ینابیع المودۃ صفحہ ۶۹ سطر ۷ اے ایہا الناس اسرار غیوب الٰہیہ کے
متعلق بھی مجھ سے پوچھ لو۔ کیونکہ جملہ علوم انبیاء ومرسلین کا میں وارث ہوں۔ مزا یہ کہ مشکلات ان سے
پوچھتے رہے اور لولا علی لھلک ...... بھی کہتے رہے۔ باوجود اس کے اس عالم پر جاہل مقدم ہو گئے
عبد اللہ نے استیعاب میں نقل کیا ہے عن ابن عباس قال واللہ لقد اعطی علیؑ اعشار علم
ایم اللہ لقد شارککم فی عشر العاشر یعنی ابن عباس سے مروی ہے کہ خدا کی قسم علیؑ کو علم کی
دہائیاں دی گئی ہیں اور خدا کی قسم کہ علی تم کو دسویں حصہ میں بھی شریک ہے۔ اب بتاؤ کہ علی کی طرح علم سے
شکم سیر کوئی نبی یا غیر نبی بغیر خاتم الانبیاء کے تم پیش کر سکتے ہو۔ اگر نہیں تو پھر اس عالم علم لدنی سے تم کسی کو
کیونکر افضل قرار دے سکتے ہو۔ فی شرح کبریت الاحمر۔ قال علی رضی اللہ عنہ لو کسرت لی
الوسادہ وجلست علیھا لقضیت بین اھل التوراۃ بتوراتھم وبین اھل الانجیل بانجیلھم
وبین اھل الفرقان بفرقانھم الحدیث فلینظر الی جامعیتہ لعلم خاتم الرسل ولعلوم شرائع
الانبیاء السابقین ولیست لہ ھذہ الجامعیتہ بمطالعۃ کتبھم بل جامعیتہ من الوراثۃ

والعلم اللدنی والالہامات الالٰہیہ وھذہ المرتبۃ للانسان الکامل ینابیع المودۃ مطبوعہ قسطنطنیہ مصنفہ شیخ سلیمان قندوزی حنفی صفحہ ۲ سطر ۳ یعنی جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ اگر میرے لئے مسند بچھایا جاوے تو میں اس پر بیٹھ کر اہل تورات میں ان کی تورات سے اور اہل انجیل میں انکی انجیل سے اور اہل فرقان میں قرآن مجید سے قضا اور فیصلے کروں الخ

پس غائر نظر کو علیؑ کی جامعیت علوم کی طرف جو رسول اللہ سے ان کو حاصل ہوئی جملہ علوم شرائع انبیاء سلف کے متعلق اور حقیقت الامر یہ ہے کہ ان کو یہ جامعیت مطالعہ کتب سے حاصل نہیں ہوئی۔ بلکہ وراثت خاتم الانبیاء اور علم لدنی والہامات الٰہی سے حاصل ہوئی ہے۔ اور یہی انسان کامل کا مرتبہ ہے انتہی ملخصًا۔

پس اس سے اب ثابت ہوا کہ انبیاء سلف کو صرف اپنی اپنی شریعت کا علم حاصل تھا اس لئے علی علیہ السلام اعلم تھا۔ پس بالضرورت ان سے افضل بھی تھا۔ مزید برایں حدیث جابر بھی افضلیت جناب امیر علیہ السلام کے لئے کافی دلیل ہے کہ ختمی مآب صلعم نے ارشاد فرمایا ہے من اراد ان ینظر الی اسرافیل فی ھیبتہ والی جبریل فی جلالتہ والی میکائیل فی درجتہ والی آدم فی سلمہ والی نوح فی حسنہ والی ابراھیم فی خلتہ والی یعقوب فی حزنہ والی یوسف فی جمالہ والی موسیٰ فی مناجاتہ والی ایوب فی صبرہ والی یحییٰ فی زھدہ والی عیسیٰ فی سنتہ والی یونس فی ورعہ والی محمد فی علمہ وخلقہ فلینظر الی علی فان فیہ تسعین خصلۃ من خصائل الانبیاء جمع اللہ فیہ ولم یجمع فی احد غیرہ متفق علیہ) پس جبکہ یہ سب صفتیں انبیاء علیہم السلام کی علیؑ کی ذات میں جمع اور انبیاء میں سے کسی ایک میں سب کی سب جملۃً موجود نہ تھیں تو لازمًا جناب امیر علیہ السلام سب سے افضل ٹھیرے بغیر پیغمبر آخرالزمان صلعم کے۔ کیونکہ علیؑ کو جو کچھ بھی شرف ملا ہے۔ وہ پیغمبر صلعم ہی سے ملا ہے۔ اسی بنا پر ختمی مآب صلعم نے فرمایا ہے علی خیر البشر من ابی فقد کفر کہ جناب امیر علیہ السلام بہترین و افضل ترین بشر ہے اس میں جو شخص انکار کرے گا وہ کافر ہے۔ رہا باقی ائمہ معصومین علیہم السلام کا انبیاء پر افضل ہونا اس میں ہرچند کہ علامہ حلی علیہ الرحمہ متوقف ہیں دیگر محققین اعلام امامیہ کے نزدیک اصح اور اقویٰ یہی ہے کہ باستثناء جناب رسالت مآب صلعم ائمہ اثنا عشر علیہم السلام سب نبیوں سے افضل ہیں مودۃ القربےٰ میں سید علی ہمدانی نے جناب پیغمبر صلعم سے روایت کی ہے۔ قال صلعم من احب ان لیعیش فی رحمۃ اللہ ولا یدخلن قلبہ بان ذریتی افضل الذریات ووصی افضل الاوصیاء یعنی جو شخص پسند کرتا ہے کہ شام و صبح کرے خدا کی رحمت میں وہ اپنے دل میں شک نہ کرے کہ میری ذریت جملہ ذریتوں سے افضل ہے اور میرا وصی جملہ اوصیاء سے افضل ہے۔ دوسری حدیث یہ بھی نقل کی ہے قال النبی صلعم لو علم اللہ تعالیٰ ان فی الارض عبادا اکرم من علی و فاطمہ والحسن والحسین لامرنی ان اباھل بھم ولکن امرنی فی المباھلۃ مع ھؤلاء وھم افضل الخلق یعنی پیغمبر صلعم نے ارشاد فرمایا کہ

رُوئے زمین پر جناب علی. فاطمہ اور حسنین علیہم السلام سے زیادہ کوئی گرامی تر خدا کے نزدیک ہوتا تو خدائے تعالیٰ مجھے امر فرماتا کہ ان کو ہمراہ لیکر دشمنوں سے مباہلہ کروں لیکن صرف انہیں چار تن کی ہمراہی میں مجھے مباہلہ کرنے کا خدائے تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اور جملہ مخلوقات سے یہ ائمہ معصومین علیہم السلام افضل ہیں۔ غور کرو کہ لفظ خلق اسم جنس ہے الف لام استغراق کی غرض سے اس پر داخل ہے جس میں تمام مخلوقات انبیاء۔ اولیاء۔ اصفیاء۔ ملائکہ۔ انسان سلف و خلف سبھی داخل ہیں پس لازماً ائمہ طاہرین ان تمام مخلوقات سے افضل ہیں الا ما اخرجه الدليل وهو النبي الامي الذي كان جدهم ولفضله وشرفه صار الفضل لهم على الخلق جميعاً۔ غرض یہ تمام افضلیت ان حضرات اہل البیت معصومین کو علم کی وجہ سے حاصل ہوئی جو ان کو وراثتاً پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام سے حاصل ہوا تھا۔ نہ کسبا۔ جیسا کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے يرفع الله الذين آمنوا منكم والذين اوتوا العلم درجات یعنی خدائے تعالیٰ بلند کرتا ہے ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں تم میں سے اور وہ لوگ کہ جن کو علم دیا گیا ہے اور حقیقۃً عالمان جملہ علوم لدنی ان کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ جناب امیر علیہ السلام اصل فطرت ہی میں بقدرت خدا غیر معمولی طور پر نہایت زکی الطبع پیدا ہوئے تھے جس کی وجہ سے خدائے تعالیٰ نے ان کو استعداد علمی اور قابلیت نہایت درجہ کی عطاء کی تھی اور جناب امیر علیہ السلام نے طفولیت بلکہ روز ولادت سے ہی جناب رسالتمآب صلعم کے دامن علم و حکمت میں تربیت پائی تھی۔ سرور کائنات فداہ روحی ان کی تعلیم و تربیت میں خود سعی بلیغ فرماتے رہے۔ اس لئے جناب امیرؑ کو بارگاہ نبوی صلعم سے وہ تعلیم حاصل ہوئی کہ جملہ عقلاء زمان حیران رہگئے بلکہ علی علم و فضل میں آنحضرت کا معجزہ خیال کیا گیا۔ کہ جس علم کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا جائے جناب امیر علیہ السلام کا ہی بنیاد ڈالا ہوا معلوم دیتا ہے۔ یہ مرتبۂ علم یقیناً انبیاء سلف کو بھی حاصل نہیں تھا پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ دنیا میں سب سے زیادہ اعلم کیونکر نہ ان سے افضل مانا جائے۔ کیونکہ نبوت تو معیار ہی افضلیت کا نہیں ہے۔ بلکہ معیار تو علم ہے۔ پس رسالتمآب صلعم تو بوجہ استاد ہونے کے علی سے افضل ٹھیرے باقی تمام مخلوقات سے صرف علی ہی افضل ہوئے۔ غور کرو کہ جب علمائے ملت حنفہ ختمی مآب صلعم انبیاء بنی اسرائیل جیسے فضیلت و مرتبت میں ہیں لقوله صلعم علماء امتي كانبياء بني اسرائيل تو ان کے اوصیاء خلفاء راشدین معصومین علیہم السلام جو روح و بدن مطہر رسالتمآب صلعم کا لب لباب ہیں کیوں نہ انبیاء سے افضل ہونگے فافهم جيداً۔ وهو العالم۔ حائری

سوال۔ اگر معیار افضلیت علم ہے اور ایک ہزار باب علم کا رسالتمآب صلعم نے جناب امیر علیہ السلام کو عطاء فرمایا تو حضرت ابوبکر کو تو پیغمبر صلعم نے اپنے تمام علوم دے ڈالے جیسا کہ پیغمبرؐ نے فرمایا ہے ما صب الله شيئاً في صدري من علم الا وصببته في صدر ابي بكر یعنی کسی چیز کا علم خدا نے میرے سینہ کے اندر نہیں رکھا مگر یہ کہ میں نے اس کو ابوبکر کے سینہ میں ڈال دیا ہے۔ تو اب علی افضل ہوئے یا ابوبکر؟

الجواب یہ روایت دو وجہوں سے متناقض ہے اوّل بالاتفاق امت ثابت ہے کہ حضرت ابوبکر نے منبر پر فرمایا ہے۔ اقیلونی اقیلونی ولست بخیرکم مجھے امیر مت بناؤ کہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں اب اس میں غور کرو کہ خلیفہ صاحب کا یہ قول صحیح ہے یا غلط اگر غلط ہے تو منبر رسول صلعم پر صحابہ کی موجودگی میں غلط اور جھوٹ کہنے والا منصب خلافت کے لئے کیونکر مستحق ہو سکتا ہے۔ اور اگر یہ قول صحیح ہے کہ پیغمبر صلعم نے اپنا علم ابوبکر کے سینہ میں ڈال دیا اور ابوبکر صاحب نے کہا کہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔ تو اس نے خلاف قرآن کہا۔ کیونکہ قرآن نے اہل علم کو دوسروں سے افضل قرار دیا ہے یرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات اور دوسری جگہ فرمایا ہے ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون کہ عالم اور بے علم کسی حالت میں برابر نہیں ہو سکتے۔ پس اگر پیغمبر صلعم نے ابوبکر صاحب کو اپنے علوم دیئے ہوتے تو وہ کبھی ایسا نہ کہتے۔ کہ میں تم سے افضل اور بہتر نہیں ہوں اور کھلے لفظوں میں اپنی افضیلت کا اسی طرح اعلان کرتے۔ جس طرح پیغمبر صلعم نے اپنی افضیلت و مرتبت کا اعلان کیا کہ انا سید ولد آدم ولا فخر۔ ورنہ اس پر تو یہ لازم آئے گا کہ پیغمبر صلعم بھی سب سے افضل ہونے کے باوجود کسی سے بھی افضل نہ ہوں **دوم** اس پر بھی امت کا اتفاق ہے کہ حضرت ابوبکر نے نزع کی حالت میں فرمایا ہے کہ کئی چیزیں میں نے جناب پیغمبر صلعم سے دریافت نہیں کیں۔ کاش میں دریافت کر لیتا کہ (۱) کلالہ کے کیا معنی ہیں۔ تاریخ الخلفاء مطبوعہ سرکاری لاہور ص۹۳ سطر ۷ میں امام سیوطی لکھتا ہے عن ابی بکر انہ سئل عن الکلالۃ فقال انی ساقول فیھا برای فان یکن صوابًا فمن اللہ وان یکن خطاء فمنی ومن الشیطان خلاصہ یہ کہ معنی کلالہ کے متعلق خلافت مآب ابوبکر نے فرمایا کہ اپنی رائے اور قیاس سے کلالہ کے معنے بتاؤں گا۔ اگر وہ معنے صحیح ہوئے تو سمجھو وہ خدا کی طرف سے ہیں اور اگر خطا و غلط ہوئے تو سمجھ لینا وہ میری طرف سے اور شیطان کی طرف سے ہے سبحان اللہ یہ ہے شان علم خلیفہ (۲) آیت فاکھۃ واباً کے کیا معنی ہیں؟ اخرج ابو عبیدہ عن ابراھیم التیمی قال سئل ابوبکر عن قولہ تعالیٰ وفاکھۃ واباً فقال ای سماء تظلنی وای ارض تقلنی ان قلت فی کتاب اللہ ما لا اعلم تاریخ الخلفاء مطبوعہ سرکاری لاہور ص۹۳ سطر ۵۔ (۳) جد کو میراث میں کیا مل سکتا ہے۔ پس یہ حدیث اگر صحیح ہوتی کہ پیغمبر صلعم کے سینہ میں جس قدر علم تھا وہ ابوبکر صاحب کے سینہ میں ڈال دیا گیا۔ تو پھر ان تینوں مسئلوں کا بھی ضرور ان کو علم ہونا چاہیے تھا کیونکہ یہ سب باتیں پیغمبر صلعم کے علم میں موجود تھیں۔ اور اگر ابوبکر صاحب کو معلوم تھا کہ جناب ختمی مآب صلعم کو ان تینوں مسئلوں کا علم ہے۔ مگر حضور فداہ روحی نے ان کو نہیں دیا تو علم سینہ ملنے والی روایت لازماً غلط اور افتراء ہے۔

غور کرو کہ حضرت ابوبکر صاحب کے اس اقرار سے کہ میں نے میراث جد کا مسئلہ آنجناب صلعم سے دریافت نہ کیا نتیجہ کیا نکلتا ہے کہ آپ نے زمانہ امارت میں میراث جد کے متعلق جو بھی حکم دیا اپنی رائے اور قیاس کے موافق دیا ہے۔ نہ حکم خدا اور رسول کے موافق کیونکہ خود بقول ان کے اس مسئلہ میں حکم خدا

درسول ؐ تو ان کو معلوم ہی نہ تھا۔ آخر ساٹھ برس کی عمر گذار دینے کے بعد بحالت نزع خلافت مآب کو کلالہ اور اب کے معنی نہ معلوم کرنے پر اظہار افسوس کرنا پڑا۔ ان وجوہ سے ثابت ہوا کہ عطیہ علم الصدر والی روایت باطل غلط اور موضوع ہے۔ بس کسی طرح معیار افضلیت علیؑ میں وہ قادح نہیں ہوسکتی۔ وہو العالم۔ حائری

حسبنا کتاب اللہ

اگر ہم ان واقعات کو سمجھنا چاہتے ہیں جو اسلام میں بعد انتقال جناب رسالت مآب صلعم ظہور میں آئے ہمیں تھوڑی دیر کے لئے اپنی توجہ جناب سرور کائنات صلعم کی مرض الموت کی آخری ساعتوں کی جانب منعطف کرنی چاہیئے اور ان واقعات کا مطالعہ کرنا چاہیئے جو وہاں کی سیاسی دنیا میں اس وقت وقوع پذیر ہو رہے تھے۔

واقعات کہتے ہیں کہ "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" کے بعد کا زمانہ عجیب و غریب کشمکش اور تلاطم کا زمانہ تھا اور اسی وقت سے وہ ابتدائی جوش و خروش جو ایک عرصہ سے عوام کے دلی عیش و ارمان کا ملجا و ماوی بن رہا تھا بتدریج کم ہو رہا تھا اور پہلی سی خرابیاں طبائع مختلفہ میں از سر نو پیدا ہو چلی تھیں چنانچہ "تخلف جیش اسامہ" معاملات اسلام کی بدنظمی کی بین مثال ہے۔ ورنہ اس کے کیا معنی کہ رسول اللہ صلعم تاکید اکید کے ساتھ کسی امر کے لئے حکم دیں اور وہ حکم بجا نہ لایا جائے۔ جناب رسالت مآب صلعم کد کریں اور فرمائیں کہ جو لشکر اسامہ کی شرکت سے اختلاف کرے گا وہ مورد لعن ہوگا اور بعض اکابر صحابی و دیگر مسلمانان وقت مخالفت کریں (دیکھو ملل و نحل علامہ شہرستانی اور شرح مواقف کا آخر جو تذئیل الکتاب کے عنوان سے لکھا گیا ہے صـ۷۴۶ مطبوعہ نولکشور) اس لئے اسے وقوع پذیر نہ ہونا چاہیئے تھا اور یہی پہلی غلطی تھی جسے اسلام کے سنجیدہ طبقہ نے بہت جلد محسوس کر لیا اور اس نتیجہ کو پہنچ گیا کہ کسی نہ کسی نے بالضرور غلطی کی ہے۔ جن کے انکشافات مابعد کا خلائق عامہ پر سنگین کن اثر پڑا۔

اسی طرح مرض الموت کی آخری ساعتوں میں جب اس برگزیدہ ہستی نے اپنے حضار مجلس سے خطاب کیا کہ "ایتونی بقرطاس اکتب لکم کتابا لا تضلوا بعدی" یعنی میرے پاس کاغذ لاؤ تاکہ ہم کچھ ایسی تحریر حوالہ قلم کریں کہ جس سے ہمارے بعد تم گمراہ نہ ہو جاؤ۔ (دیکھو صحیح مسلم کتاب الوصایا و بخاری کتاب العلم باب العلم صـ۱۸ و مشکوٰۃ شریف بعد باب الکرامات) تو ایک با اثر صحابی کی زبان پر یہ فقرہ جاری ہو گیا "ان الرجل غلبہ الوجع و عندنا کتاب اللہ حسبنا" بھائیو دوات و کاغذ نہ لاؤ رسول صلعم کو غلبہ مرض کی وجہ سے ہذیان ہو گیا ہے۔ ہمارے پاس کتاب خدا کی ہے اور وہ ہم لوگوں کے لئے کافی ہے اور یہی حدیث صحیح مسلم و صحیح بخاری میں یوں ہے "ان النبی علیہ السلام قد غلبہ الوجع حسبنا کتاب اللہ" جب

نتیجہ باہمی تنازعہ ٹھہرا۔ آوازیں بلند ہوئیں۔ رسول خدا صلعم نے بیزار ہو کر فرمادیا "قوموا عنی لا ینبغی عندی التنازع" یعنی میرے نزدیک سے تم لوگ اٹھ جاؤ۔ میرے نزدیک لڑائی جھگڑا سزاوار نہیں ہے یہی وہ دوسری غلطی تھی جس نے تمام مذہب اسلام کو ہلاکت میں ڈال دیا۔ اسی سے اسلام حقیقی کے احساس اطمینان وطمانیت کو سخت صدمہ پہنچا اور اس کی بڑھتی ہوئی سیل رک گئی۔ گو مورخین نے اس غلطی کو محسوس کیا۔ معترف ہوئے۔ درج کتاب فرمایا اور اسلام کی بنسبت یہ حقیقت بھی پورے طور سے بے نقاب ہوگئی۔ معلوم ہوگیا کہ جس طرح جیش اسامہ کے معاملات میں پہلی غلطی ہوئی اور مورد لعن وطعن ٹھہری۔ اسی طرح دوسری غلطی معاملہ قرطاس میں بھی واقع ہوئی مگر اسلام کے دو رُخ ہوگئے۔ اتحاد جاتا رہا۔ آہ! آج اسی اتحاد کے نایاب ہونے سے ہم ذلیل وخوار ہو رہے ہیں اور اس تلخ تجربہ کے بعد بھی ہماری ذہنیت کا مطلع بالکل صاف نہیں ہوتا۔

بات یہ ہے کہ جو رسوخ واثر اس حسبنا کتاب اللہ کی غلطی نے پیدا کرلیا ہے وہ باوجود اس یقین و اعتبار کے بھی نہیں مٹتا۔ کہ واقعی کتاب خدا ہمارے لئے کافی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ قرآن کافی ہے اور ضرور کافی ہے۔ مگر کس کے لئے جس کے پاس کتاب کا علم موجود ہو "ومن عندہٗ علم الکتاب" کا فقرہ خود بتاتا ہے کہ اسے کافی ہے جسے علم کتاب ہو اور ہمارے کہنے سے اسے علم کتاب نہ ہو بلکہ حکم خدا سے وہ عالم کتاب ہو جس کی خبر ہمیں "الرحمٰن علم القرآن" سے بھی ملتی ہے۔ مگر پھر بھی عوام قرآن کے کافی ہونے کے مدعی ہیں حالانکہ وہ دیکھتے ہیں کہ اس حسبنا کتاب اللہ کے اثر نے جو کہ دراصل سیاسیات کے نقطہ نگاہ سے تھا یہ کیا کہ جناب رسالت مآب صلعم کا مستند فرمان "انی تارک فیکم الثقلین ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی" (دیکھو تحفہ اثنا عشریہ شاہ عبد العزیز صاحب تتمۃ الباب باب چہارم صد ۲۰) پیچھے رہ گیا۔ رسول خدا صلعم کے کلام بلاغت نظام پر خلیفہ عمر صاحب کے کلام کو ترجیح ہوگئی اور اس حسبنا کتاب اللہ کے مقابلہ میں حدیث ثقلین کا اثر عشر عشیر بھی قائم نہ رہا۔ باوجودیکہ اس ذات پاک کے قول کے متعلق اس کتاب میں جو کافی سمجھی جاتی ہے اب تک یہ موجود ہے کہ "ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحیٰ" جس کی بناء پر شاہ عبد العزیز صاحب اپنے تحفہ میں لکھتے ہیں کہ "در مقامات دین واحکام شرعی مارا پیمبر حوالہ بایں دو چیز عظیم القدر فرمودہ است۔ پس مذہبے کہ مخالف ایں دو باشد در امور شرعیہ عقیدۃً وعملاً نامعتبر است وہرکہ انکار ایں دو بزرگ نماید گمراہ وخارج از دین باشد"

پس اس جگہ پہنچ کر بجز اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ جناب رسالت مآب صلعم کی شاندار زندگی کے اختتام کے وقت ذاتی شہرت ووجاہت کی غرض سے صرف طمع دنیاوی کے پہلو کو نگاہ رکھتے ہوئے ہر قسم کے مفاد ایمانی وقرآنی کو قربان کردیا گیا اور اپنے ارادہ کی تکمیل کی بناء پر جاہل پارٹی کو حسبنا کتاب اللہ کے چلتے فقرے سے دھوکا دیکر آزادی وگمراہی کا ڈول ڈال دیا گیا اور یہی دماغی عمل مذہب اسلام کے لئے سخت ناکارہ ومضر ثابت ہوا جس کے اثر سے حدیث نبوی ایک قول مردہ کی طرح کتابوں میں رہ گئی اور عام مسلمانان

سے منسک عترت محمد صلعم چھوٹ گیا۔ صرف بنی ہاشم و دوستداران بنی ہاشم متمسک رہ گئے پھر کیا تھا۔ تمام وحشت انگیز معاملات رونما ہوگئے اور وہ کارروائیاں جائز سمجھ لی گئیں جو دل آزاری عترت محمد صلعم کا باعث ہوئیں اور جس دل آزاری سے نہ فاطمہؑ بچ سکیں نہ علیؑ۔ نہ حسن علیہ السلام کو مفر ملی نہ حسینؑ کو۔ یہاں تک کہ آج ان کی قبروں کو بھی سکون نہیں ہے۔ اور نہ ان کے ماننے والوں کو قرار ہے۔ آئے دن ایک نہ ایک واقعات ابلہانہ اسی حسبنا کتاب اللہ کے اثر سے رونما ہوتے ہیں اور دنیا کو اتنا نہیں سوجھتا کہ اگر عترت محمد صلعم (حسین علیہ السلام) کی الفت ومودت ہی بدعتی تمغہ اور ارتداد کی سارٹیفکیٹ ہے تو معاذ اللہ رسول صلعم بھی بدعتی تھے۔ اور اعلیٰ درجہ کے ..... تھے جو حسین علیہ السلام سے محبت کرتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے۔ کہ "حسین منی وانا من الحسین" (ذخائر العقبیٰ۔ بخاری ترمذی) و "الحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنۃ" (مسند حنبل وجامع ترمذی، سنن ابن ماجہ وغیرہ) و "من احب الحسن والحسین فقد احبنی ومن ابغضہما فقد ابغضنی"

(مسند احمد حنبل وسنن ابن ماجہ۔ جامع ترمذی وغیرہ)

اور اس کے اگر یہی الفت ومحبت باعث ارتداد واشراک ہے تو حلہ ہائے جنت کی آمد اور روایتوں کا روشن ومضبوط سلسلہ یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ معاذ اللہ خداوند عالم خود اس بدعت وناجائز واشراک کا باعث ہے کیونکہ وہ بھی اس الفت سے خالی نہیں دکھلائی دیتا۔

پس یہ کیسے باور کیا جا سکتا ہے کہ داعی حسبنا کتاب اللہ صحیح راستہ پر تھا۔ اور اس کے اس لفظی جامہ میں آزادی و بوالہوسی پوشیدہ نہیں تھی۔ لہٰذا اصحابان فہم کو اختیار ہے وہ اب بھی سوچ سکتے ہیں۔ غور کر سکتے ہیں۔ اور داعی حسبنا کتاب اللہ کو صاحب قاب قوسین او ادنیٰ پر فضیلت دیکر "انی تارک ....." کو پیچھے ہٹا سکتے ہیں تو ہٹائیں اور "ما ینطق ....." کی رفعت کو گھٹا سکتے ہیں تو گھٹائیں یہ ان کی سمجھ ورائے ہے مگر ہم متمسکان اہلبیت تو کسی طرح حسبنا کتاب اللہ کو "انی تارک ....." پر ترجیح نہیں دے سکتے اور نہ ہمارے نزدیک وہ کلام قابل وقعت ہے۔ کیونکہ ہمارے نزدیک تو از روئے قرآن وحدیث وہ ایک دنیا طلب و دنیا دان کا سیاسی لفظ ہے اس کی وقعت وحقیقت "ما ینطق عن الھویٰ ....." کے سامنے ہیچ ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

(م۔ بیباک، ماہلی)

الحافظ میں اجرت اشتہارات

مقدار	سالانہ	ششماہی	سہ ماہی	ایکبار
سالم صفحہ	صمہ ۲۵ ر	عـہ ۱۶ ر	عنہ ر	للعہ ۴ ر
نصف صفحہ	عـہ ۱۶ ر	عنہ ر	سے ۶ ر	۶ عہ
چوتھائی صفحہ	عنہ ر	سے ۶ ر	للعہ ۴ ر	۸ عہ

النجم کی کسوٹی

تحقیق جواز متعہ نمبر ۳

(گذشتہ سے پیوستہ)

اذا ما شئت ان تحیی حیوۃ حلوۃ المحیا

برسوائی بر آور سر ز مستوری برون نہ پا

درحقیقت جن لوگوں پر عشق صحابہ سوار ہوجاتا ہے پھر نہ تو ان کو اپنی بے غیرتی و بے عزتی کا کچھ خیال ہوتا ہے اور نہ پھر وہ اپنے معشوقوں (صحابہ) کے مقابلہ پر ارشاد نبیؐ و کلام الٰہی کی کچھ وقعت سمجھتے ہیں۔ غلط بیانی۔ ابلہ فریبی۔ الماغوچی۔ دہوکہ بازی۔ فضول خرچی وغیرہ وغیرہ ان تمام صفات کاملہ کے وہ مطلقاً مستحق ہوجاتے ہیں۔

اس وقت میں محض حضرت فاروق اعظم کی صرف ایک صفت کاملہ سے بحث کرنا چاہتا ہوں جو خصوصاً ہیں کی ذات بابرکات سے متعلق ہے۔ یعنی وہ احکام رسولؐ کا منسوخ کردینا۔ درحقیقت یہ ایک بہت بڑی صفت ہے۔ جو ہر ایک کو ہرگز نصیب نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ ایسے ایسا نایاب موقعہ کہاں سے ہاتھ آویگا جو وہ احکام خدا و رسول کو باسانی بغیر کسی تکلف کے ...... جدہر چاہے موڑ دیوے (مثلاً اپنے ہی زمانہ خلافت میں حکم متعہ کا منسوخ کرنا) گو کہ ہم نے گذشتہ نمبروں میں ارشاد فاروق اعظم پر کافی روشنی ڈال دی تھی۔ تاکہ یہ مرید (جو اپنے خلیفہ کے بڑے حمایتی بن کر شیعوں کے بار بار منہ چڑہا کرتے ہیں) کسی طرح خاموش ہوجاویں۔ مگر بھلا یہ صاحب ماننے والے ہیں ان کو جتنا جتیا ئیے گا اتنا ہی یہ حمایت پر اور زیادہ کمربستہ ہیں گے۔

ہم درحقیقت ان الیبوں کے سمجھانے کے لئے ہرگز نہیں لکھتے اور نہ کبھی لکھیں گے۔ ہمارا مخاطبہ خصوصاً ان حضرات کی جانب ہوتا ہے جو تعصب کی عینک اتار کے ہمارے مقابلہ پر قلم اٹھاتے ہیں۔ بہرحال اس نمبر میں میں ... تحقیق جواز متعہ کا نمبر آخر ہدیہ ناظرین کرنا چاہتا ہوں جس میں اقوال شکوری مع کسوٹی تحریر کئے جائیں گے۔ اور جس میں ارشاد حضرت عمر پہ بارِ دیگر کافی روشنی ڈالی جائیگی۔ ملاحظہ ہو النجم ۱۷ جلد ۱۴ صـ ۲۔

قول مدیر الفاظ روایت آپ نے نقل کئے ہیں۔ متعتان کانتا فی عہد رسول اللہ وانا احرمھما آپ اس عبارت کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت عمر فرماتے ہیں یہ دونوں متعہ رسول خدا صلعم کے عہد میں حلال تھے۔ میں ان کو اپنی طرف سے حرام کرتا ہوں۔ حالانکہ یہ مطلب اس عبارت کا نہیں ہوسکتا غالباً آپ کو یہ شبہ لفظ احرّمہما سے ہوا ہو۔ اس کے معنی آپ نے "حرام کرتا ہوں میں" خیال کئے ہونگے مگر لفظ احرمہما یہاں حرام کرنے کے معنی میں نہیں ہے۔ بلکہ اس کے معنی ہیں "حرمت ظاہر کرتا ہوں میں"

کسوٹی

یہ گویا آپ شبیر حسن جرولی کو سمجھا رہے ہیں کہ ارشاد فاروقی کا یوں سے یوں مطلب سمجھنا چاہیئے مگر بھلا کسی ذی ہوش سے پوچھیئے کہ وہ آپ کی اس طول طویل فضول گوئی سے کچھ سمجھا بھی!! اجی حضرت عبارت یا مطلب کم از کم اس پایہ کا تو ہونا چاہیئے جس سے (ہم ایسے) ناسمجھ اور گمراہ لوگ کچھ فائدہ حاصل کر سکیں۔ بخلاف اسکے آپ تو ماشاءاللہ وہ دلائل قاہرہ پیش کرتے ہیں جن کے سمجھنے کے لئے کم از کم ایک ایسے موزون دماغ والے چیلے کی ضرورت ہے جو آنکھ بند کر کے بغیر کسی چوں وچرا آپ کی ہر نصیحت پر عمل کرنے کے لئے آمادہ ہو جاوے۔ جیسے آپ کے مریدین بس جو پیر جی نے کہدیا وہی ٹھیک ہے.... توجناب ہم تو ایسے ہیں نہیں۔ اولاً تو ہم شیعہ دوئیم ہم آپ کے بعض ہم مذہب والوں کی طرح آپ کو وہابی سمجھنے والے پھر بھلا یوں تو آپ کی کہی..... ہم ماننے سے رہے جب تک کہ صحیح اور قابل تسلیم مطالب صفحات النجم پر نہ لائیے گا۔ آپ لاکھ سمجھائیے کہ ارشاد فاروقی کا یہ مطلب لینا چاہیئے کہ "میں (متعہ) کی حرمت کو ظاہر کرتا ہوں"۔ نہ یہ کہ "خاص میں ان کو اپنی جانب سے حرام قرار دیتا ہوں" لیکن شیعہ آپ کی سنتے ہی نہیں سمجھنا کیسا! بہرحال..... دیکھئے اس کا جواب ہم تحقیق جواز متعہ ۲ میں بھی دے چکے ہیں اور پھر دیتے ہیں۔ سمجھنا یا نہ سمجھنا آپ کا کام۔ جواب (اول) اگر فاروق جی کو حرمت ہی ظاہر کرنا مقصود تھی۔ تو پھر انکا کلام یوں ہونا چاہیئے تھا۔ متعتان کانتا محرمتین فی عھد رسول اللہ وانا احرمھما کیونکہ خلیفہ صاحب کے کلام سے تو عجیب گول مال پیدا ہوتا ہے (۲) آپ کے الفاظ ہی سے ظاہر ہے کہ لفظ احرم کے دو معنی لئے جا سکتے ہیں ایک تو حرام کرتا ہوں میں دوسرے حرمت ظاہر کرتا ہوں میں" اچھا اب محک حقیقت پر ہر ایک مطلب کو پرکھیئے۔ دیکھئے ارشاد فاروقی پر کون معنی ٹھیک چسپان ہوتے ہیں۔ اگر ہم کہتے ہیں کہ لفظ احرم کے وہی معنی ہیں جو کچھ کہ مطلب آخر میں مندرج ہیں تو حضرت پھر آپ کو مسلم شریف بخاری شریف کو آج ہی بھڑبھونجے کے بھاڑے میں جھونک دینا چاہیئے کیونکہ اس میں تو جابر بن عبداللہ انصاری جیسے صحابی سے منقول ہے کہ ہم اصحاب رسول اکرم کے پورے زمانہ میں اور ابوبکر کی پوری خلافت میں اور فاروق جی کی نصف خلافت تک برابر متعہ کرتے تھے۔ علاوہ بریں تاریخ الخلفاء میں ہے کہ عمر پہلا وہ شخص ہے جس نے متعہ کو حرام کیا اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ حضرت عمر نے خود اپنی طرف سے متعہ کو حرام کیا۔ پھر بھلا آپ کہئے حرمت ظاہر کرتا ہوں میں کدھر سے قابل تسلیم ہو سکتا ہے۔ اور جب یہ مطلب ارشاد فاروقی پر چسپان نہیں ہوتا یقیناً اور حتماً وہاں پر حرام کرتا ہوں میں ضرور بالضرور چسپان ہوگا...... فلھذا حق بزبان آید۔ انتھیٰ یعنی یہ تو آپ کی زبردستی ہے۔ کہ آپ بغیر کسی دلیل کے مطلب آخر کو چسپان کرنا چاہتے ہیں آخر کوئی وجہ بھی تو بیان فرمایئے کہ کیوں اس لئے ہم احرم کے معنی حرمت ظاہر کرتا ہوں میں لیتے ہیں۔ ورنہ ہم تو یہی سمجھینگے کہ آپ خلیفہ جی کی ترویج کرنا چاہتے ہیں۔

قول مدیر

یہ لفظ باب تفعیل سے ہے اور باب تفعیل کے خاصہ کی نسبت آپ نے کتب صرفیہ میں پڑھا ہوگا۔ اس پر غور کرنے کے بعد آپ سمجھ لیں گے (یعنی زبردستی بغیر سمجھائے سمجھ لیں گے) کہ میں تاویل نہیں کر رہا ہوں لفظ تحریم کے معنی صرف حلال چیز کو حرام کرنا نہیں ہیں بلکہ اس کے معنی حرام چیز کو حرام کہنا

بھی ہیں اور یہ بھی معنی حقیقی ہیں نہ مجازی دور کیوں جائیے فرقان حمید اس کا بھی فیصلہ کر رہا ہے۔ قولہ تعالیٰ قاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ ولا بالیوم الآخر ولا یحرمون ما حرم اللہ و رسولہ۔ ترجمہ اے مسلمانو! قتال کرو ان لوگوں سے جو اللہ پر اور قیامت پر ایمان نہیں رکھتے۔ اور اللہ و رسول کی حرام کی ہوئی چیز کو حرام نہیں کہتے۔ دیکھئے اس آیت میں یحرمون کے معنی حلال چیز کو حرام کہنے کے نہیں ہیں بلکہ حرام کی ہوئی چیز کو حرام کہنے کے معنی میں ہے۔

کسوٹی پھر وہی مرغی کی ایک ٹانگ یعنی آپ تو ایک ہی مطلب کو بار بار رٹتے ہیں۔ آخر یہ بیماری جناب کو کب سے ہے؟ آیت پیش کرنے کی اسوقت ضرورت تھی جب ہم آپ کے بیان کئے ہوئے معنوں سے انکار کرتے۔ بیشک اس آیہ وافی ہدایہ میں یحرمون کے معنی حلال چیز کو حرام کہنے کے نہیں ہیں بلکہ حرام کی ہوئی چیز کو حرام کہنے کے ہیں اور وہ یوں کہ مطلب اول یہاں پر قابل تسلیم نہیں اسی طرح قول فاروقی پر بھی نظر ڈالئے جو معنی لگتے ہوں وہ لگائیے ہم آپ سے یہ کہتے ہیں کہ آپ ہم کو اس لفظ کا صحیح استعمال قرآن کریم سے دکھائیے اور نہ ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ زبردستی تعصب کی ڈبل عینک چڑھا کر جو چاہے سو معنی لگا دیجئے کیونکہ یوں تو ہرگز کام نہیں چلنے کا۔ ...... اچھا ایک بات اور کہتے ہیں ذرا سمجھ کے جواب دیجئے گا... لیجئے انا احرمھما کے جو آپ معنی بتاتے ہیں بعینہٖ وہی معنی ہم بھی نقل کرتے ہیں یعنی حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں کہ دو میں (متعہ) کی حرمت ظاہر کرتا ہوں" مطلب یہ ہوا کہ یہ دونوں متعہ عہد رسول خدا ہی میں حرام قرار دیئے جا چکے تھے۔ اور اب حضرت عمر ان کی حرمت کی خبر دے رہے ہیں۔ اچھا مولانا اب ہم اس کو کسوٹی پر کسے دیتے ہیں۔ دیکھئے اگر یہ معنی صحیح ہوتے تو باب مدینۃ العلم یہ کیوں کہتے لولا عمر نھی عن المتعۃ ما زنیٰ الا شقی (مسلم و شرح صحیح بخاری و در منثور سیوطی معالم التنزیل) نیز پھر جناب رسالت مآب کے پورے زمانہ میں اور عہد خلیفہ اول سے لیکر نصف خلافت ثانی تک صحابہ کیونکر متعہ کر سکتے تھے (مسلم و بخاری)۔ ... علاوہ بریں اور دیگر باتیں ہیں جن سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عمر نے حرام ہونے کی خبر ہرگز نہیں دی تھی۔ بلکہ انہوں نے حلال چیز کو حرام کر دیا تھا۔

قول مدیر پھر حضرت فاروق اعظم کی سیرۃ مرضیہ پر آپ نظر ڈالیں تو صاف کھل جائے گا کہ یہ مطلب لینا کہ میں متعہ کو اپنی طرف سے حرام کرتا ہوں حضرت ممدوح کی طبیعت کے خلاف ہے۔ خلیفہ ہوتے ہی آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ اگر (بالفرض) میں رسول خدا کے اور سیرۃ صدیقیہ کے خلاف کوئی حکم دوں تو تم لوگ کیا کرو گے جب بار بار تین مرتبہ آپ نے اس سوال کی تکرار کی (تکرار بھی خوب ہے) تو ایک جوان نے تلوار میان سے کھینچ کر کہا کہ فعلنا ھٰکذا (ہم اس طرح تلوار سے سر اڑا دیں گے) اس پر آپ بہت خوش ہوئے۔

کسوٹی اچھا! یہاں پر آکر جناب نے دلیل ہدیۂ مریدین کی ہے! مجھے نہیں معلوم تھا۔ اصل تو یہ ہے کہ فاروق اعظم کی سیرۃ مرضیہ نے تو خوب آپ کے مطلب کو چسپاں کر دیا۔ مگر ایک بات نہیں سمجھ میں آئی وہ بھی سمجھا دیجئے تو اچھا ہے۔ دیکھئے آپ کے الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ جو مطلب حضرت عمر کی

سیرۃ مرضیہ کے موافق ہو وہ مطلب تو قائم رکھنا چاہیئے ورنہ اور کچھ قابل تسلیم نہیں تو دیکھئے قرآن مجید میں ہے۔ قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ یعنی کہدو اے محمد کہ ہم اجر رسالت تم سے اور کچھ نہیں چاہتے مگر یہ کہ تم ہمارے اہلبیت سے محبت رکھو (دیکھو تفسیر بیضاوی) کیوں مولوی صاحب آیت کے صحیح معنی تو یہی ہو سکتے ہیں اچھا اب ذرا فاروق کی سیرۃ مرضیہ پر تو نظر ڈالئے آپ کو پتہ چلیگا کہ وہ اہلبیت نبیؐ سے اس قدر دشمنی رکھتے تھے کہ ہر غنیمت موقع پاکر ان معصومین کو رنج و تکالیف پہنچانا ان کا فرض اولین تھا (دیکھو ہمارا مضمون نص الوصی ۱ و ۲) پھر مولوی صاحب آیت کا ترجمہ کچھ اور کر دیجیئے جو حضرت فاروق کی سیرت مرضیہ کے موافق ثابت ہو سکے۔ اور اگر آیت کے معنی نہیں تبدیل کئے جا سکتے (اور درحقیقت ایسا نہیں ہوسکتا) تو پھر آپ نے جو دلیل پیش کی ہے وہ غلط اور ناقابل تسلیم ثابت ہوئی یا نہیں (ب) علاوہ بریں آپ یہ کیونکر کہتے ہیں کہ یہ مطلب لینا کہ میں متعہ کو اپنی طرف سے حرام کرتا ہوں۔ حضرت ممدوح کی طبیعت کے خلاف ہے (نوٹ:۔ داڑھی سفید ہوگئی مگر ان بزرگ کو آج تک یہ نہیں معلوم کہ سیرۃ مرضیہ اور طبیعت میں کیا فرق ہے) سینکڑوں احکام خدا و رسول کو منسوخ کر دیا اور پھر بھی آپ یہی کہے جاتے ہیں کہ حضرت عمر نے ہرگز اپنی طرف سے حرام نہیں کیا ہوگا کیونکہ یہ ان کی سیرۃ مرضیہ کے خلاف ہے۔ آپ تو عجیب بھولے بھالے بچوں سے کھیلنے والے کھلونے معلوم ہوتے ہیں بس آپ بچوں ہی کو بہلا سکتے ہیں۔ ہمارے سامنے اگر ایسی دلیلیں پیش کیجئے گا تو پھر ہم مجبوراً وہی روئی کی داڑھی والا بڈھا سمجھیں گے

. . . .

. . . . طرفہ ماجرا یہ کہ حضور والا نے گویا دلیل کو بہت پختہ کرنے کی غرض سے اپنی ہی کتابوں سے ہمارے لئے دو قصہ تراشے بھلا ان تاریخ من گھڑت سے اور مذہب حقہ سے کیا تعلق۔ علاوہ ازیں اولاً تو قصہ اول سے یہ ہرگز نہیں ثابت ہوتا ہے کہ خلیفہ جی درحقیقت خلاف حکم خدا و رسول حکم دینا برا سمجھتے تھے۔ اجی حضرت یہ تو انہوں نے لوگوں کے دل لئے تھے۔ اور جب آنحضرت کو معلوم ہوا کہ بھائی اس مجمع میں بڑے کٹر سر اڑا دینے والے لوگ موجود ہیں تو جھٹ بنوٹی چال چلے اور اس نوجوان کے یہ کہنے پر فعلنا ھکذا بہت خوش ہوئے ۔ (باقی دارد)

احقر العباد:۔ ہمایوں مرزا متعلم سیکنڈ ایر آرٹس کرسچین کالج لکھنؤ

ناظرین الحافظ

رسالہ الحافظ کی تاریخ اشاعت ہر انگریزی مہینہ کی ۱۲ تاریخ ہے۔ اگر ختم ماہ تک رسالہ نہ پہنچے تو ایک ہفتہ کے اندر اطلاع آنے پر رسالہ بھیجدیا جائیگا اور اگر دوسرے مہینہ میں طلب کیا جائیگا تو فی رسالہ ۲ کے ٹکٹ آنے پر روانہ ہوگا۔ خط و کتابت میں چٹ نمبر کا حوالہ دینا لازمی ہے۔ ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف جواب طلب امور کے لئے ۲ کا ٹکٹ آنا لازمی ہے۔

(منیجر)

سیرۃ النبی اور بدعت

(نمبر ۸ - گذشتہ سے پیوستہ)

بعینہ وہی حالت جو میں نے فتح مکہ کی دکھلائی ہے. مولوی صاحب نے غزوۂ حنین کی بھی کر دکھی بلکہ اس سے بھی زائد. چنانچہ جب آپ نے دیکھا کہ ہمارے بزرگ و ذی عزت خلیفہ حضرت عمر کا شمار اس غزوہ میں بھی فراریوں کی فہرست میں ہے اور خود حضرت صاحب اس فرار کے بابن الفاظ معترف ہیں کہ " انھزم المسلمون وانھزمن معھم فاذا بعمر ابن الخطاب فی الناس قال..... الی رسول اللہ (صحیح بخاری حدیث ابو قتادہ) یعنی قتادہ ناقل ہے کہ مسلمان بھاگے اور میں بھاگا ان لوگوں میں (بھاگنے والوں میں) عمر بن الخطاب کو میں نے دیکھا اور میں نے ان سے کہا کہ کیا حال ہوا لوگوں کا حضرت عمر نے کہا جو منظور خدا تھا وہ ہوا. اس کے بعد لوگ جناب رسول خدا صلعم کے پاس آئے" تو کچھ بن نہ آئی طمطراق بھول گیا. حمایت کی کوئی صورت نظر نہ آئی گھبرا اُٹھے. احد کی بھاگ بھاگ کا نقشہ کھینچ گیا. حافظ نے اور بھی ستم ڈہایا کہ کنز العمال مطبوعہ حیدر آباد دکن جلد اول صـ ۲۳۸ کی یہ عبارت جو اور تفاسیر و تاریخ میں بھی لکھی تھی لا رکھی " عن قلیب قال خطب عمر یوم الجمعۃ فقرء آل عمران فلما انتھی الی قولہ ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعان قال لما کان یوم احد ھزمناھم ففررت حتی صعدت الجبل فلقد رایتنی انزو کاننی اروی یعنی کلیب راوی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے بروز جمعہ خطبہ بیان فرمایا اور اس میں سورۂ آل عمران پڑھا اور پھر جب اس آیت تک پہنچے ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعان (جس روز غزوۂ احد میں دونوں لشکر ایک دوسرے سے بھڑ گئے. اس روز تم میں سے جو لوگ بھاگ کھڑے ہوئے) تو ارشاد فرمایا کہ غزوہ احد میں سب لوگوں نے شکست دے دی تو میں بھاگا یہاں تک کہ بھاگتے بھاگتے پہاڑ پر چڑھ گیا. اس وقت میں اپنے کو اس طرح اُچھلتا کودتا ہوا پاتا تھا گویا میں اروے (پہاڑی بکری) ہوں (تفسیر در منثور مطبوعہ مصر جلد ۲ صـ ۸۸ اور تفسیر طبری مطبوعہ مصر جلد ۴ صـ ۹ وغیرہ) اب کیا تھا پیروں کے تلے سے زمین نکل گئی ہوش اُڑ گیا. قوت تحریر بھاگ گئی. سحر بیانی جاتی رہی. زبان اٹک کھانے لگی. لکھنے کو تو لکھدیا کہ "فتح کے بجائے دہلہ اول میں مطلع صاف تھا. رسول اللہ صلعم نے نظر اٹھا کر دیکھا تو رفقائے خاص میں سے کوئی پہلو میں نہ تھا (صـ ۲۸۷ سیرۃ النبی جلد اول) لیکن جب نگاہ غور پڑی اور مطلع صاف نظر آیا. حقیقت الفاظ نے واقعات کو بے نقاب کر دکھایا تو ڈٹ گئے. حمایت کی ٹھان لی. فٹ نوٹ میں لکھدیا کہ " اور روایتوں میں چند اصحاب کا ثابت قدم رہنا مذکور ہے ان دونوں روایتوں کی تطبیق یہ ہے کہ دو مختلف وقتوں کے حالات ہیں راوی نے اپنا مشاہدہ لکھا ہے. تفصیل آگے آئیگی تاکہ کسی قدر تسکین قلب ہو جائے. ہیجان مٹ جائے اگر غم پُر نہ ہو تو اس کی حدت باعث تکلیف نہ بنے. مگر سبحان اللہ! یہ بھی کوئی دیانت ہے. انصاف

ہے کہ آئندہ کے دونوں مُرخ مورخ نے اندھا کر کے چھوڑ دیئے یعنی رفیق بھاگ گئے۔ اصحاب رہے۔ پھر بتایئے اس کا فیصلہ کیسے ہوگا۔ دنیا کیسے معلوم کریگی کہ وہ جان نثار اصحاب کبار کون تھے جو رفقائے زمانہ ساز کے مقابلہ میں اس وقت ثابت قدم رہے جب کہ جنگ کی بھٹی گرم تھی۔ سروں کا مینہ برسنا تھا مناسب تو یہی تھا کہ ان جان نثاروں کی فہرست دی جاتی۔ نام لکھے جاتے۔ بتایا جاتا تاکہ ان کا اعزاز و وقار قائم رہتا اور ان کی شخصی قدر و قیمت کو بٹہ نہ لگتا۔ نہیں یہ کیا کہ واقعہ تو یہاں پیش ہے۔ تفصیل آگے آئے گی۔ کیا خوب! اس پر لطف یہ کہ آگے بھی کہیں اس تفصیل کا پتہ نہیں۔ نشان نہیں۔ یہ کیہ صادق الوعدگی۔ میرے خیال میں شاید اس کمی کی وجہ یہی ہے۔ کہ دوسری کتابوں نے ثابت قدم رہنے والوں میں صرف چار شخصوں کا نام دکھلایا ہے اور ان میں حضرات خلفائے ثلاثہ کا نام نہیں ہے۔ اس لئے یہ روشن گریز کی اختیار کی گئی ہے۔

چنانچہ مولانا عباسی صاحب گورکھپوری تاریخ الاسلام کے صـ۱۳۲ میں لکھتے ہیں کہ "آنحضرتؐ کے پاس لوگ بہت کم رہ گئے تھے۔ حضرت علیؑ۔ حضرت عباسؓ۔ حضرت ابوسفیان بن الحارث۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعود یہی چار شخص دشمنوں کی زد سے بچاتے تھے۔ آنحضرت نے خود حملہ کرنا چاہا لیکن ان اصحاب نے روک رکھا"

علاوہ اس کے تاریخ ابو الفدا صـ۱۵۴ و کتاب المغازی واقدی وغیرہ کے صـ۱۴۱ پر صاف لکھا ہے۔ کہ جنگ حنین میں پہلے تو جناب ابوبکر نے اپنی جماعت کی کثرت کو دیکھکر فرمایا کہ میں ہرگز مغلوب نہ ہوں گا مگر جب لڑائی شروع ہوئی تو فرار کر گئے۔

غرض اس تفصیل سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ثابت قدم رہنے والے اصحاب میں سے ان حضرات خلفائے ثلاثہ میں سے کوئی نہ تھا۔ یہ صرف مصنف سیرۃ النبی کی جدت و اہلہ فریبی ہے کہ انہوں نے اپنے پیشرو کی بے جا حمایت میں صرف چند اصحاب کا ثابت قدم رہنا لکھکر دنیا کو مشکوک کر دینے کی فکر کی ہے اور اپنے لئے بھی اس الزام سے بری رہنے کی گنجائش پیدا کر لی ہے کہ میں نے ثابت قدم رہنے والوں میں خلفائے ثلاثہ کا نام نہیں لکھا ہے۔ اگر وہ حقیقتاً ہوتے تو ضرور لکھتا۔ میں نے تو صاف لکھدیا ہے کہ رفقائے خاص (خلفائے ثلاثہ) میں سے کوئی نہ تھا۔ لیکن عوام تو اس تہ و پیچ تک بہ آسانی نہیں پہنچ سکتے۔ انکے لئے تو ہر واقعات ماضیہ کے افشاں کی ضرورت ہے۔

ابوقتادہ کی حدیث البتہ خود نہ استیدہ نظلیت کے ساتھ صـ۴۸۷ و صـ۴۸۸ میں پیش کی ہے کہ اس سے معلوم ہی نہیں ہوتا کہ خلیفہ عمر صاحب بھاگنے والوں میں تھے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ "حضرت ابوقتادہ جو شریک جنگ تھے ان کا بیان ہے کہ جب لوگ بھاگ نکلے تو میں نے ایک کافر کو دیکھا کہ ایک مسلمان کے سینہ پر سوار ہے میں نے عقب سے اس کے شانے پر تلوار ماری جو زرہ کو کاٹ کر اندر اُتر گئی اس نے مڑکر مجھکو اس زور سے دبوچا کہ میری جان پر بن گئی۔ لیکن پھر وہ ٹھنڈا ہو کر گر پڑا۔ اسی اثنا میں میں نے عمر کو دیکھا پوچھا کہ مسلمانوں کا کیا حال ہے۔ بولے کہ قضائے الٰہی یہی تھی (بخاری باب الجہاد)

اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ میدانِ جنگ کا واقعہ ہے۔ حالانکہ حدیث کے الفاظ یہ نہیں کہتے وہ تو کہتے ہیں کہ "قتادہ ناقل ہیں کہ مسلمان بھاگے اور میں بھاگا۔ ان لوگوں میں بھاگنے والوں میں) عمر ابن خطاب کو میں نے دیکھا اور میں نے ان سے کہا کہ کیا حال ہوا لوگوں کا۔ حضرت عمر نے کہا جو منظورِ خدا تھا وہ ہوا اس کے بعد لوگ جناب رسول خدا کے پاس آئے۔ احدیث اوپر درج ہو چکی ہے)

للہٰذا غور تو فرمایئے کہ مولوی صاحب کی اس جابرانہ روش نے واقعہ اصلی کی کیا حالت کر دی۔ اور بھاگنے کی اہمیت کو کس قدر پیچھے ہٹا دیا۔ کیا یہی ایک مورخ کی شان ہے۔ واقعہ نویس کی ڈیوٹی ہے لا واللہ ہرگز نہیں! یہ تو اعتصاب ہے۔ طرفداری ہے۔ بناوٹی دلیلوں کے دام فریب میں لاتا ہے نمائشی باتوں پر پارسائی و پرہیزگاری کی قلعی چڑھاتا ہے۔ شخصی قدر و قیمت کو بڑھاتا ہے اور ذاتی اعزاز و حقوق کو شہرت دیتا ہے۔ اس سے تو ہمیشہ حقیقت واقعیت کو بُعد تھا اور رہیگا۔ مذہب و دین اسے پسند نہیں کرتا وہ دودھ کا دودھ پانی کا پانی چاہتا ہے۔

میں صحیح عرض کرتا ہوں کہ زمانہ کی ظریف گردشوں نے ہر صدی میں کچھ ایسے دلچسپ اشخاص پیدا کر دیئے تھے کہ ان کا کام حقائق پر باردنا ویلات کا پُرفریب رنگ و روغن چڑھا کر ان کو بالکل منعکس صورت میں دنیا کے سامنے پیش کرنا تھا۔ ورنہ اس اہتمام و التزام کے کیا معنی کہ غزوۂ حنین علیؑ ابن طالبؑ کا نام تک نہ آیا اور یہ ہویدا ہی نہ ہوا کہ جناب امیر علیہ السلام اس جنگ میں شریک تھے۔ یا نہیں۔ زندہ تھے یا مُردہ۔ اُف رے دلیری و جوانمری اگر اس قدر بھی کھلی عداوت نہ ہو تو وہ عداوت ہی کیا۔

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ مولوی صاحب کی عقل پر اتنا گہرا پردہ کیوں پڑ گیا کہ انہیں یہ بات نظر نہ آئی کہ اگر آج کوئی پوچھے کیوں صاحب! غزوۂ حنین میں ابوجردل نامی پہلوان کو جس کے مقابلہ کو لشکر اسلام سے کوئی نہ نکلا اور وہ تا دیر رجز خوانی کرتا رہا) کس نے فی النار و السقر کیا تو کیا جواب دوں گا۔

اب اگر میں اس جگہ یہ سوال مولانا کی رُوح سے کروں کہ کیوں صاحب آپ نے فتح مکہ و غزوۂ حنین کے ذکر میں جناب امیر علیہ السلام کے نام سے اس قدر گریز کیوں اختیار کیا۔ کیا وہ آپ کے چوتھے خلیفہ نہیں تھے؟ عثمان بن عفان کے بعد دنیا طلبوں نے انہیں خلافت ظاہری نہیں دی تھی؟ آپ انہیں اپنا چوتھا خلیفہ تسلیم کرتے ہیں یا نہیں؟ جو کچھ بھی روش آپ نے ان مقدمات میں علی بن ابی طالبؑ کے متعلق اختیار کی ہے اسے آپ کا ایمان واقعی صحیح مانتا ہے یا نہیں؟ تو اس کا جواب آپکے پاس کیا ہے؟

اس سے تو بہتر تھا کہ آپ علی ابن ابی طالبؑ کی شریک غزوات مذکرہ میں جو کہ حقیقتاً تھی دکھلاتے پھر انہیں بھی فراریوں میں شمار کر لیتے۔ (جیسا کہ آپ نے شراب نوشی کے متعلق سیرۃ النبی جلد دوم

کے صفحہ ۱۴۲ میں لکھا ہے کہ "علیؑ نشہ کے خمار میں بحالت نماز کچھ کا کچھ پڑھ گئے)
مگر نہیں شاہ لافتیٰ کی ذوالفقار صاعقہ بار سے ڈر گئے۔ لڑائی کا معاملہ تھا۔ دل ہل گیا۔ روح کانپ گئی اور کیا عجب ہے کہ آج تک کانپتی ہو۔ سوچ لیا کہ اگر بھاگنے والوں میں صاف صاف لکھدیتا ہوں تو ابو جردل کا فی النار والسقر کرنے والا کوئی لشکر اسلام سے نہ نکلیے گا۔ لڑائی بگڑ جائے گی۔ شکست کے بعد مشکل فتح حنین علیؑ کی بدولت نصیب ہوئی ہے۔ وہ بھی معرض تحقیق میں رہ جائے گی۔ اس لئے بہتر ہے کہ ذکر ہی چھوڑ جاؤ۔ گول کر جاؤ۔ اگلوں نے بھی ایسے مقامات پر یونہی کر رکھا ہے حتیٰ کہ موقع خاص پر صرف "حسبنا کتاب اللہ" کہکر ٹال دیا ہے۔ کتابوں میں صاف لکھدیا ہے کہ رسولؐ ایک مجتہد تھے۔ ان میں دو حیثیتیں تھیں۔ ایک رسولی دوسری البشری۔ دوسری حیثیت سے جو کچھ ان کے اقوال و افعال معرض اظہار میں آئے وہ واجب الاتباع نہیں۔ ان سے اختلاف کیا جا سکتا ہے جس کی اسے صلح حدیبیہ میں شک کیا گیا۔ نماز جنازہ پر اعتراض ہوا۔ ہذیان گو کا خطاب دیا گیا۔ "ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحیٌ یوحیٰ" کا فرمان واجب الاذعان موقع خاص کے لئے قابل عمل نہ رہا۔ اس کی پابندی فضائل علی کے متعلق لازمی نہ ٹھہری۔ محاسن حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے لئے مناسب نہ سمجھی گئی۔ اوصاف آل طٰہٰ و یٰسین کے لئے درست نہ مانی گئی۔ رسولؐ کے ایسے اقوال و وصایے پس پشت ڈال دینے کے لائق ہیں۔ اس لئے مجھے بھی انہیں کی تاسی کرنی چاہیئے اور تمام فضائل اہلبیت کو خصوصاً علی ابن ابی طالبؑ کی مدح سرائیوں کو طاق نسیان پر رکھدینا چاہیئے۔ کیونکہ یہ وہ آلہ ہے جس نے خلافت اصلی کو اپنے مرکز حقیقی سے ہٹا دیا اور منصب روحانی کو قالب سلطنت میں ڈھال دیا۔ شہرت ہوگئی دین چل نکلا۔ وحشی عربوں کی بڑی تعداد ان اقوال و فضائل اہلبیت کو محبت البشری پر محمول کر کے پیرو بن گئی۔ تو میرے ماننے میں کیا کلام ہوگا۔ میری شہرت کو کیوں بٹہ لگنے لگا۔ جبکہ اس میں یہ بھی گنجائش ہے کہ میں نے غزوہ حنین میں علیؑ کا ذکر اس نہج سے نہیں کیا کہ وہ تو اشجع العرب تھے ہی جس طرح خیبر و خندق و بدر و احد میں ممتاز رہے۔ اسی طرح اس جنگ کے سر کرنے کا سہرا انہیں کے سر رہا۔

لیکن نہیں میں تو یہی کہوں گا کہ اس ابلہانہ کارروائی کا بار مولانا کے سر رہ گیا اور وہ اس عقابی خورد برد کے جواب دہ عاقبت میں ہونگے۔

(باقی آئندہ)

"بیباک" ماحلی

انجمن معین الواعظین

الحمدللہ کہ ضلع سہارنپور کے قصبہ نانوتہ میں بھی ایک انجمن بنام معین الواعظین قائم کی گئی ہے۔ مقاصد شیعہ اور قواعد و ضوابط وہی ہیں جو دوسری شیعہ انجمنوں کے ہوتے ہیں مگر اس میں تبلیغی جدوجہد

اہتمام خصوصیت سے ملحوظ رکھا گیا ہے زیر سرپرستی جناب قبلۃ الانام وکعبۃ الخواص والعوام سرکار شریعتمدار شمس العلماء علامہ حائری صاحب مجتہد العصر دام برکاتہ و دیگر علماء کرام اس انجمن کا وجود و قیام اعلان کیا گیا ہے اس لئے امید ہے کہ یہ انجمن ضرور صحیح معنوں میں کام کی انجمن ثابت ہو۔ محض نام کی انجمن نہیں اس کے آنریری سکرٹری جناب سید سلطان حسین صاحب نقوی جعفری سبزواری مقرر ہوئے ہیں۔ اس کے متعلق خط و کتابت براہ راست سکرٹری صاحب ممدوح سے کی جانی چاہیئے۔ (مدیر)

شیعہ کانفرنس لائل پور

جس کا سالانہ جلسہ گذشتہ ماہ اپریل میں بمقام لائل پور منعقد ہوا تھا جس میں خاکسار مدیر شریک نہیں ہو سکا تھا۔ اور اس وقت عدم شرکت کے متعلق ایک مختصر نوٹ الحافظ میں لکھدیا گیا تھا۔ اب معلوم ہوا ہے کہ مدیر جریدہ فریدۂ درنجف سیالکوٹ بھی شریک جلسہ نہ ہوئے تھے۔ شاید اس کانفرنس لائل پور کی یہ شان ہے کہ کارروائی صیغہ راز میں رکھنا چاہتی ہو۔ اس لئے ایڈیٹران کو دعوت دینا ہی بے کار سمجھا گیا۔ یہی وجہ تھی کہ جناب سید محمد شاہ صاحب سفیر انجمن رضویہ دزداب کی چھپی جس میں مذکورہ کانفرنس کے جلسوں کے کوائف عجیبہ مندرج تھے۔ بعینہ شائع کر دی گئی تھی۔ مگر افسوس کہ ہم اصلی حالات سے ناواقف ہونے کے سبب اس پر کوئی تبصرہ نہ کر سکے۔

اب روئیداد جلسہ سالانہ کانفرنس لائل پور شائع ہو گئی ہے۔ جس کے صہ میں سکرٹری کانفرنس مذکور نے افسوس کے ساتھ اپنے قصور کا اعتراف کرتے ہوئے۔ مدیر رسالہ الحافظ (خاکسار) سے معافی طلب کی ہے۔ لیکن ایک عذر بھی ساتھ چسپاں کر ہی دیا ہے۔ خیر اینہم غنیمت است مگر مکرمی مدیر درنجف پر سکرٹری صاحب بری طرح برسے ہیں۔ جس کا جواب امید ہے کہ مدیر ممدوح ضرور لکھکر اصل معاملہ پر کافی روشنی ڈالیں گے۔

بہر حال نفس کانفرنس سے ہمکو کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ہم خوش ہیں کہ آل انڈیا شیعہ کانفرنس کے ماتحت پنجاب میں ضرور صوبہ کانفرنس قائم ہو مگر ذمہ وار اکابر و اعاظم کی سرپرستی میں کام کرے جس کے عہدہ دار تجربہ کار۔ معاملہ فہم۔ دور اندیش اور متدین ہوں۔

سکرٹری صاحب کانفرنس مذکور اس سالانہ روئیداد کے صہ میں شکایۃً یا شاید حکایۃً لکھتے ہیں کہ "قبلہ شمس العلماء مولانا حائری صاحب مدظلہ العالی نے بھی اعتنا نہ فرمایا" ایضاً صہ روئیداد میں لکھتے ہیں "ہمارے دوسرے مجتہد قبلہ شمس العلماء مولانا سید علی الحائری صاحب مدظلہ العالی ہیں اور ان کی نسبت بھی مجھے افسوس سے عرض کرنا پڑتا ہے کہ تاحال وہ بھی اس سے علیحدہ ہی رہے اور باوجود انتہائی کے دونوں حضرات نے اپنی توجہ مبذول نہیں فرمائی اور ہم اب تک اپنے مقاصد میں کامیاب نہ ہو سکے"

اس کے متعلق ہم صرف اسی قدر کہ سکتے ہیں۔ کہ ایسے ضرور کچھ اسباب اور فروگذاشتیں ہوں گی۔ جن کی وجہ سے سرکار شمس العلماء دام برکاتہ آپکی اس کانفرنس میں شریک نہیں ہوئے اور بقول آپکے انہوں نے بے اعتنائی کی۔ جس سے آپ مقاصد میں بقول خود ناکامیاب رہے۔ اور اسباب علیحدگی و بے اعتنائی تو ہم کو معلوم نہیں مگر یہ کہے بغیر بھی ہم نہیں رہ سکتے کہ سرکار شریعتمدار شمس العلماء دام ظلہ اگر اس کو شیعیان پنجاب کی نمائندہ کانفرنس سمجھتے تو وہ لازماً اس میں ضرور شرکت فرماتے اور بقول آپ کے اس کانفرنس سے بے اعتنائی اور علیحدگی اختیار نہ فرماتے۔ ان کی علیحدگی و بے اعتنائی اس امر کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک اس وقت تک حقیقی معنوں میں صوبہ کانفرنس نہیں ہے۔ ان کی شرکت کے سوا کسی اجتماع کا نام اس صوبہ میں شیعہ کانفرنس رکھ لینا۔ آپ ہی فرمائیں کہاں تک بجا اور صحیح ہو سکتا ہے۔ اور اگر آپ اس کو بھی معنی صحیح کانفرنس سمجھتے ہیں تو پھر یہ شکایت ہی بے جا ہے جو چاہیئے کیجئے۔ نہ شکایت بصورت حکایت کیجئے گا۔ نہ اس کا جواب لیجئے گا۔ ورنہ ایسی صورت میں یہ سچ ہے کہ بقول آپ کے ناکامیابی نہ ہوتی تو اور کیا۔ کیونکہ شرعاً مومنین کو پابندی حکم مجتہد واجب ہے تاکہ تمام امور تحت مصالح شرعیہ ہوتے رہیں رہا۔ آپ کا یہ فرمانا کہ "باوجود انتہائی کوشش کے دونوں حضرات نے اپنی توجہ مبذول نہیں فرمائی اور ہم اب تک اپنے مقاصد میں کامیاب نہ ہو سکے"

افسوس ہے کہ وہ انتہائی کوششیں آپ نے ظاہر نہیں کیں جس پر ہم کوئی رائے قائم کر سکتے۔ البتہ یہ سچی اور یقینی بات ہے کہ جب تک ایسے اعاظم واکابر خصوصاً جو کہ تمام قوم اور گورنمنٹ تک ایسی مسلمہ بزرگ ہستی ہے۔ اس کانفرنس کو صوبہ کانفرنس تسلیم نہ کر لے آپ کو کسی طرح کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اسلئے کہ شیعیان علی علیہ السلام حکم مجتہد العصر کے سوا قطعاً چند دنیاوی لیڈروں۔ پلیڈروں۔ ایڈیٹروں یا کسی دفتر کے کلرک کے کہنے سننے سے مذہبی معاملات میں شرکت نہیں کر سکتے۔ بس یاد رکھنا چاہیئے کہ آپ کی کانفرنس سے عام دلچسپی نہ ہونے کا اس کے سوا اور کوئی سبب نہیں ہے۔

یہی وجہ ہے کہ بقول سید محمد شاہ صاحب سفیر انجمن رضویہ دزداب آپ کی کانفرنس لائل پور میں بتقریب جلسہ سالانہ کل صوبہ سے سو آدمی بھی جمع نہ ہو سکے۔ سچ ہے بقول آپ کے یہ ناکامیابی نہیں تو کیا ہے۔

آپ کے ناکامیابی کی دوسری وجہ یہ ہے کہ آپ بغیر مشورہ جناب قبلہ وکعبہ شمس العلماء دام برکاتہ اپنی مذکورہ کانفرنس کے اراکین (لیڈروں۔ پلیڈروں۔ ایڈیٹروں اور کلرکوں) کے اعتماد پر آل انڈیا شیعہ کانفرنس جیسی عظیم الشان مسلمہ مجلس کو چند ماہ گذرے یا ہیں شورہ شوری پنجاب میں دعوت دیتے ہیں۔ اور خود ہی اخباروں میں فخراً اس کی تشہیر بھی کرتے ہیں۔ دعوت دینے کے بعد جب سرکار قبلہ شمس العلماء دام برکاتہ آپ کے جواب میں اپنے عدم شرکت کی معذرت فرماتے ہیں تو پھر آپ یہ کہکر کہ "صوبہ کانفرنس میں ابھی دعوت دینے کی طاقت بھی نہیں ہے" کس بھلے منکی سے دعوت کو واپس لے لیتے ہیں۔ ہمکو افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آپ کی یہی غلطیاں ناکامیابی کا باعث ہوتی ہیں اور ہم کو بوثوق معلوم ہے کہ

اس کے بعد آل انڈیا شیعہ کانفرنس نے بھی آپکے دفتر سے خط وکتابت کو عبث خیال فرمایا ہے۔ کیونکہ انکو بھی افسوس کے ساتھ یہ اب معلوم ہوا ہے کہ سرکار قبلہ شمس العلماء دام ظلہ کی سرپرستی اس کانفرنس کو حاصل ہونے کا یہ نتیجہ ہے۔ جیساکہ ان کی حال کی تحریرات موصولہ سے بہ اعتراف ظاہر ہے۔

سنئے حضرت! اس مسئلہ عظیم الشان مجلس کی آپ کو اگر طاقت بھائی نہ تھی۔ تو پہلے دعوت ہی نہ دی ہوتی اگر اس غلطی کا اب ارتکاب ہوا تھا تو پھر اس دعوت کو قبل از وقت اخباروں میں تشہیر نہ کیا جاتا۔ اب اگر اس دوسری غلطی کے بھی آپ مرتکب ہو چکے تھے۔ تو پھر بخیال خود جن طاقتوں کی ہر دلعزیزی کے بھروسہ پر صوبہ کانفرنس کا گذشتہ سالانہ جلسہ لائل پور میں آپ نے کر دیا تھا۔ آل انڈیا شیعہ کانفرنس مدعو کا بھی یہ جلسہ ضرور کر دیتے۔ اگر لاہور میں نہیں۔ لائل پور تو وطن آپ کا تھا ہی۔ بقول آپ کے ہر دلعزیزی کا جو ہاں نتیجہ پبلک نے دیکھ لیا تھا۔ بس وہی نتیجہ کیا کوئی کم کامیابی سمجھی جاتی۔ جس کے متعلق خود آپ فخریہ کہہ رہے ہیں ریاست جموں سے لفٹنٹ صاحب ان حضرات کے علاوہ پشاور سے لیکر ریاست پٹیالہ تک اور ادھر حدود کشمیر کے حضرات سادات ومومنین تشریف لائے صٹ رویداد اغالباً حاجی جعفرخان صاحب سوداگر اعظم اور سادات جلالی کے رؤسا رعظام کشمیر اور پشاور سے سر عبدالقیوم صاحب اور ریاست پٹیالہ سے شاید للی ریاست تشریف لائے ہونگے ماشاءاللہ مگر نہیں۔ آپ نہ صرف ناکامیاب ہی ثابت ہوئے بلکہ اس بزرگ ہستی کے انکار شرکت سے آپ کو مجبوراً آل انڈیا شیعہ کانفرنس کو دعوت دیکر انکار کرنا پڑا جس کا ہم کو سخت افسوس ہے۔

رہا آپ کے اس حملہ کا جواب جو آپ نے مقلدین حضرات مجتہدین عظام دام برکاتہم کے متعلق کیا ہے کہ بعض معتقدین ہر دو موصوفین جو انہیں۔ دیوانے کی طرح سخت واقع ہوئے ہیں۔ الخ صٹ رویداد۔ یہ آپ کی جرأت ہے۔ ایسی ہی لغزشیں آپ کی اس امر کا باعث ہوئی ہیں کہ بقول آپ کے آپ کو اعتنا نہ کی گئی اور آپ کی کانفرنس سے علیحدگی اختیار کی گئی۔ اس عبارت میں جناب شمس الہند حضرت میر انیس صاحب مرحوم اور قمر الہند جناب مرزا دبیر صاحب مرحوم کے ناموں کو بگاڑ کر انیسئے۔ دبیرئے حقارت سے لکھنا کسی صوبہ کانفرنس کے ہی شایان شان تھا کیونکہ آپ کی قابلیت وتدین کو اس رویہ نے اب مشتبہ کر دیا ہے۔ سچ ہے جنہیں کانفرنس راہیچو سیکرٹری میں الیت۔ امید ہے اس صاف گوئی سے آپ خفا نہ ہونگے۔ بلکہ اخلاص کے ساتھ یہ جو کچھ گذارش کی گئی ہے۔ محض نیک نیتی پر مبنی ہے۔ جس سے توقع ہے کہ آئندہ ایسا رویہ آپ لوگ اختیار فرمائیں گے کہ حقیقی سرپرستان مذہب آپ کی کانفرنس کو اپنے آغوش رحمت میں جگہ دے سکیں اور آپ سچے خادمان ملت ثابت ہو کر کامیاب ہوں۔ والسلام

خاکسار مدیر

الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ

خریداروں کی شکایت

بعض حضرات شکایتی خطوط لکھتے رہتے ہیں کہ فلاں پرچہ ہمکو نہیں ملا اسکے جواب میں عرض ہے کہ الحافظ پوری احتیاط سے پوسٹ کیا جاتا ہے بس اگر کسی صاحب کو کوئی پرچہ نہ ملے تو وہ اپنے مقامی ڈاکخانہ سے تلاش کیا کریں اور اگر اسپر بھی نہ ملے تو اسی مہینہ کے اندر اندر دفتر کو اطلاع دیجئے۔ یہاں سے دوبارہ پرچہ بھیجا جائے گا۔ (مینجر)

شیعان حیدر کرار کیلئے چند تازہ طبع کتابیں

موعظہ حسنہ الملقب بہ اظہار حقیقت

بجواب رسالہ اظہار حقیقت

کا ایڈیشن سوئم یعنی وہ ۵ گھنٹہ کی معرکتہ الارا مکمل تقریر جو ۲۸ اکتوبر سنہ ۱۹۲۲ء کو بموقعہ بازار لاہور کی انجمن دائرۃ الاصلاح کے معرکتہ الارا چونی کے سات سوالوں کا جواب دیتے ہوئے حضرت حجۃ الاسلام والمسلمین صدر المفسرین سرکار شمس العلماء علامہ صاحب قبلہ مجتہد العصر والزمان دام برکاتہ نے مختلف المذاہب دس ہزار کے مجمع میں ۸۴ کتب معتبرہ اہلسنت سے عبارتیں پڑھکر سنائیں اور کسی مخالف کو انکار کرنے کی جرأت نہ ہوسکی بلکہ علماء اہلسنت کو اسکے بعد اپنے مواعظ میں آج مجبوراً ان مسائل کا اقرار کرنا پڑا۔ اسی رسالہ کے ذریعہ اسوقت تک دو ہزار نفوس شیعہ ہوچکے ہیں اس تعداد میں انگریز۔ سکھ اور ہندو بھی شامل ہیں اب تیسری مرتبہ یہ رسالہ بازدیاد اضافہ اکثر حواشی جدیدہ و مفیدہ شائع ہوا ہے جس میں وہ اشتہارات بھی درج کردیے گئے ہیں جو میاں منشی معراج الدین صاحب بانی انجمن دائرۃ الاصلاح نے اس موعظہ سے متاثر ہوکر اپنے عقیدہ کے متعلق شائع کرکے تمام ہندوستان کے سنی علماء سے جواب طلب کیا تھا اور اسوقت تک کوئی مولوی صاحب ان کا جواب نہ دیسکا۔ یہ تیسرا ایڈیشن خوشنما اور اعلیٰ طباعت و کاغذ ڈمی کے ۱۴۸ صفحات پر مع سرورق رنگین کے طبع ہوا ہے قیمت مع فوٹو علامہ حائری صاحب قبلہ ۹ر بلا فوٹو ۸ر

مہدی موعود

مصنفہ علامہ شمس العلماء السید علی الحائری صاحب قبلہ مجتہد العصر ادام اللہ) یہ رسالہ حجۃ اللہ المنتظر خلیفۃ العصر امام ثانی عشر علیہ السلام کی ولادت نسب و حسب اسم و کنیت و لقب و اسباب غیبت و علامات ظہور و متعلقہ تمام اعتراضوں کا فیصلہ کن جواب۔ حدیث کشوفین کی توضیح اور مدعی مہدویت مرزا قادیانی کے عقائد باطلہ پر تبصرہ۔ نہایت مختصر اور مدلل قابل دید اور لائق داد ہے۔ مرزائیوں کی تردید کے لئے ہر مومن کے پاس اس رسالہ کا ہونا ضروری ہے۔ قیمت ۲ر

مسیح موعود

مصنفہ صدر المفسرین فخر المحققین علامہ شمس العلماء السید علی الحائری صاحب قبلہ مجتہد العصر والزمان مدظلہ۔ مسئلہ حیات و ممات مسیح موعود علیہ السلام مرزا قادیانی کے مدعی نبوت ہونیکے زمانہ سے آج تک مرزائیوں اور مسلمانوں کے زیر بحث چلا آتا ہے اور اس پر معرکتہ الارا بحثیں ہوچکی ہیں۔ اب اس مسئلہ کی دونوں شقیں یعنی حیات مسیح علیہ السلام کا قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے مدلل ثبوت اور مرزائیوں کے مایہ ناز مسئلہ وفات مسیح موعود کی دس دلائل قاہرہ سے مکمل تردید اور مرزا صاحب کے دلائل وفات مسیح کا ابطال اس رسالہ مسیح موعود میں ایسی وضاحت سے دیا گیا ہے کہ اب قیامت تک ان میں ہنگامہ آرائی کی جرأت پیدا نہ ہوسکے گی اس فتن مرزائیہ کے زمانہ میں مسلمانوں کا کوئی گھر اس رسالہ سے خالی نہ ہونا چاہیے۔ قیمت صرف ۲ر

کربلائی شیخ غلام علی شہید بہ منیجر خواجہ بک ایجنسی موچی دروازہ لاہور

شیعیانِ حیدر کرار کے لئے چند تازہ طبع کتابیں

ثبوت خلافت حصہ دوئم

بمعہ فوٹو — جناب ڈاکٹر صاحب

مصنفہ حاجی حکیم ڈاکٹر نور حسین صاحب جعفری کربلائی جھنگ سیالوی (رسالہ تحفۂ سنی) جس میں معیار خلافت الٰہیہ۔ اصحاب ثلاثہ کی خلافت کیسی ہوئی۔ حالات سقیفہ بنی ساعدہ۔ خلافت اجماعی اور حالات خلافت اصحاب ثلاثہ اور خلفائے ثلاثہ کی خلافت پر ریمارکس اور یورپ اور یورپین مورخین کے خیالات خطبہ شقشقیہ واہلبیت رسالت کی ناراضگی و دعاوی و رائین صاحبزادی باغ فدک کا مفصل بیان لکھا گیا ہے۔ بارہ ائمہ اطہار کی امامت و خلافت بلافصل اور سرور دو عالم کی مناقب و فضائل کا اہلسنت و سواد اعظم کے بارہ ۱۲ خلیفوں کے ساتھ مقابلہ و موازنہ کیا گیا ہے۔ غرض چودہویں صدی میں شیعی دنیا میں ایسی جامع اور مدلل و مفصل کوئی کتاب ثبوت خلافت میں نہیں چھپی۔ مخالف و معاندین نے اس کے آگے سر جھکا دیئے ہیں۔ اپنی تلواریں نیام میں کر دی ہیں۔ اور زبانیں تالو تک گئی ہیں۔ یہ اس کتاب کی اعجاز و کرامت ہے کہ جس شخص مخالف۔ خارجی و ناصبی نے اس کے تردید و جواب میں قلم اٹھائی اللہ تعالیٰ نے اس کی رگ حیات کاٹ ڈالی۔ اور وہ اس جہان سے نامراد و ابتر ہو کر چلتا بنا۔ اس میں مخالفین کے اعتراضات کے دندان شکن جواب دیئے گئے ہیں کہ قیامت تک سر نہیں اٹھا سکتے۔ یہ کتاب ہر ایک مومن کے لئے نور ایمان، ضیاء چشم و حرز جان اور مخالفین کے لئے رہبر کامل اور ہادی صراط جناں ہے۔ کیوں نہ ہو یہ پاک و مقدس سوانح عمری شاہ مرداں علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے

ہر ایک شیعہ مومن کے گھر اس کتاب کا ہونا ضروری ہے

الحمد للہ ہر آں چیز کہ خاطر می خواست
آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید

کاغذ، لکھائی، چھپائی اعلیٰ قیمت غیر مجلد عہ مجلد ولایتی عار

آئینہ مرزائیت

ہدایت بادی مسلمانوں کو گمراہی سے بچانے کی غرض سے اور طبقہ مناظرین کی سہولت کو پیش نظر رکھ کر زبدۃ الافاضل وحید الاعلام جناب محمد نساب السید برکت علی شاہ صاحب گوشہ نشین وزیرآباد زاد مجدہم نے دماغ سوزی اور محنت شاقہ سے مرزائی فرقہ کی معتبر و مطبوعہ کتب سے مطالعہ کر کے ایک چھوٹا سا رسالہ الموسومہ بہ آئینہ مرزائیت بطور تحفہ تالیف فرمایا اور مؤلف ممدوح نے سمندر کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔ اس رسالہ میں صاحب تالیف نے مرزا غلام احمد قادیانی کذاب کی نوعیت و شخصیت مرزا کی ابتدائی حالت اور طریقہ معاش مرزائی فرقہ کا سن بروز مرزا کے الہامات کی کیفیت و حقیقت رد وحی۔ اسکی فرعونیت و نمرودیت کو نہایت کھلے الفاظ میں بیان کر دیا ہے جس سے ہر ایک انسان باسانی مرزا کے مفہوم کو سمجھ سکتا ہے مرزا صاحب کے اقوال خلاف دین اسلام انکی تصانیف سے انتخاب کر کے عام پبلک کے سامنے پیش کئے گئے ہیں کتاب اعلیٰ سفید کاغذ پر نہایت عمدہ لکھائی و چھپائی کے ساتھ طبع ہوئی ہے $\frac{۱۸×۲۲}{۸}$ حجم ۸۰ صفحات ایسے بیش بہا موتی و انمول جواہر پر اس قابل قدر و بے مثل کتاب کا ہدیہ اور اس نایاب ذخیرہ کی قیمت صرف ۵ر

...نسان سکی نظروں سے پوشیدہ

...ب اعجاز زاہدی کا ایک خاص عمل جس سے ملا کی سچی محبت اعداوت کے
...ا عمل ہمزاد جن پری کو قبضہ کرنا جو عمل بیل کے طلسم کے ذریعہ ہزار دن راز کا انکشاف
...کیمیا کے نسخہ جات ۸ علاوہ مشمول ۲ ۲۹۶ صفحات سنہری ٹائیٹل ۱ عہ ر
...شری لذت نساء امریا لیصوم کو کاپنڈت کی اعلیٰ کت... باتصویر
...لہ آنہ ہر مرد و زن ۲ با تصویر
...اصلی نہ ہو قیمت واپس کردی جائے گی۔ عہ
...عار مفید محبت۔ معہ مجرب منتر دھار سے ۱ ایوم ہو۔ ...
...تین روز کے اندر معشوق تابعدار ہو جاتا ہے۔ طریقہ استعمال ...
...ویذ محبت۔ کلام خدا کا بیطا لشانہ سنگدل سے سنگدل مطلوب...
...ر باندھنے سے بیقرار ہو کر چلا آتا ہے۔ اس تعویذ معجزہ کو آزمایئے...
...ویذ حب۔ کا ایک عمل اپنے معشوق کو مطیع کرکے دوسروں کو
...بچانے ... صرف ۸ر مفتاح الغیب ۲ر طلسم حسرت عہ ناول
...دو بیر سالی ۲ر بزم تقہہ ار کیف شباب ہر خریدار کو مفت جیبی ...

ملنے کا پتہ بہار عشق بکڈپو نانوتہ ضلع سہارنپور

الحافظ

جلد اول کے پرچہ جات نمبر ۲-۴-۵-۸-۹-۱۲ یعنی بابت ماہ اپریل۔ مئی۔ جولائی۔ اکتوبر نومبر و فروری ۱۹۲۵ء و جلد دوم مکمل دفتر میں موجود ہیں۔ ۱۴ر برائے جلد اول یعنی کہ فی الحال دفتر میں موجود ہے ۱عہ ر برائے جلد دوم بذریعہ منی آرڈر آنے پر اور ۲ر فی جلد زیادہ بذریعہ وی۔ پی۔ روانہ ہو سکتی ہیں۔ امید ہے کہ آپ اس نادر موقع کو ہاتھ سے نہ دیں گے۔ کیونکہ ذخیرہ کے ختم ہونے پر افسوس ہوگا الحافظ کی ان قیمتی مجلدات میں وہ معرکۃ الآرا مضامین درج ہیں کہ بمشکل ہاتھ آئیں گے۔ ان کے ہمراہ ایک عمدہ تصویر جناب شمس العلماء علامہ حائری صاحب بھی مفت روانہ ہوگی ؁

مینجر الحافظ لاہور

...ی خوش خبری

...عام کے واسطے ہر دو نسخہ طلاء اکسیر و اکسیر جریان ... باہ جو کہ عرصہ ستر سال سے بے حد مجرب ثابت ... ہے ہیں شائع کرا دیئے ہیں جن حضرات کو ضرورت ... اپنا پتہ تحریر کرکے بلا معاوضہ طلب کریں۔ صرف یک ... خرچ کرنے سے انمول نسخہ آپ کو دستیاب ... اور آئے دن کی اشتہاری ادویات سے ... ہیں گے۔ سمجھا دینا اور جھوٹ سچ کو حقیقتاً ... کرنا ہمارا کام ہے۔ آئندہ ناظرین کو ... رہے ؁

مشتہر
...شتاق احمد نجیب آباد ضلع بجنور یو۔ پی

برات کی طیاری دولھا غائب

جب دولھا کی برات کا وقت آیا دولھا فرار ہو کر حکیم کے پاس آیا چونکہ دولھا نامرد تھا حکیم نے ایک شیشی روغن اسلامیہ کی دی جس کے دو دفعہ استعمال کرنے سے دولھا شادی کے قابل ہو گیا۔ یہ طلاء جملہ امراض کجی نامردی لاغری کمزوری سستی کو تین یوم میں رفع کر دیتا ہے مگر کمیں یوم یالسی پر ہمیشہ کے استعمال کیا جاتا ہے جب نامرد اس سے تین یوم میں مرد ہو جاتا ہے تو اگر اچھا آدمی استعمال کرے تو کیا دل ہوا آ چکو گی بھی نامرد ہو تین یوم میں مرد ہو جاتا ہے۔ قیمت فی شیشی کلاں عہ

اسم اعظم کی انگشتری سے ۲۵ منٹ میں ہمزاد

اگر قبضہ میں کرنا ہو تو ایک دفعہ آزمایئے ... سے عہ اور رونما رسے علاوہ انگشتری چاندی کی ہوگی۔

ملنے کا پتہ انصاری بکڈپو پوسٹ نانوتہ ضلع سہارنپور

بنارس کے حاذق حکیم

عالی جناب حاجی الحرمین الشریفین حضرت رئیس الحکما مولانا عرشی صاحب قبلہ دام ظلہ کی حیرت انگیز ایجاد

کموشی

اصل دعوے کی خوش ذائقہ ہاضم اور مقوی معدہ دوا۔ جگر کی کامل اصلاح کرنیوالی۔ جگر کو ہرے دال [illegible]
ریح البواسیر کو بیخ و بن سے برباد کر دینے والی۔ دستوں و مروڑ کو روکنے والی لیکن آہستہ آہستہ قبض کو کھول دینے والی بھوک [illegible]
خواہش کیساتھ پیدا کرنے والی اور غذا کو ہضم کرنے کی صلاحیت پیدا کر دینے والی نفخ باد گولہ دماغ قراقر وغیرہ کو چٹکیوں میں ہوا کر دینے [illegible]
ثقیل سے ثقیل غذا کو جلد ہضم کر دینے والی تحلی حل کو باعدہ رد کرنے والی معدہ اور جگر کی ساری شکایتیں رفع کر [illegible]
قوت ہاضمہ کو درست اور بحال رکھنے والی ہضم ہونے کیساتھ خون صالح پیدا کر کے اعضائے رئیسہ میں خاص طاقت پیدا کر [illegible]
قوت مردمی کی ابھارنے والی عورتوں کے ایام کی بے قاعدگی کو ٹھیک کر کے باقاعدہ بنانیوالی ہر عمر ہر مزاج [illegible]
والے کو ہر موسم میں موافق آنیوالی بچوں لڑکوں جوانوں بوڑھوں عورتوں اور مردوں کی تندرستی کی ضامن اور [illegible]
دوا ہے جو اپنے اکسیری خواص اور عجائب کیفیات کیوجہ سے ہر گھر اور ہر طبقہ ذکور و اناث میں پورا پورا اثر [illegible]
جاری ہے۔ خوش مزہ ایسی ہے کہ بچے تک شوق سے مانگ مانگ کر کھا لیتے ہیں۔ عورتیں بے حد پسند کرنے لگی [illegible]
مرد سفر و حضر میں اس کو اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔ اطبا مریضوں کو ہدایت کرنے لگے ہیں کہ کموشی کا استعمال کو [illegible]
ہیں ملک شہرت حیات بخش صحت والی مینہ اور جوان ہمیشہ کر رکھنے لگے ہیں اور غریبوں کو تحفہ دیتے ہیں اگر آپ [illegible]
دل چاہتا ہے اسی ناری سی ایک مرتبہ منگائیے اور زندگی کا لطف اٹھائیے قیمت فی شیشی صرف چار آنے ہے جو ایک [illegible]
ہے ۳ شیشیوں تک کا محصول ڈاک یکساں ہے۔ اس لئے چار شیشی سے کم منگانے میں آپ کا نقصان ہے۔

مولانا عرشی کا حکم

اگر کسی بند منہ اولاد نہ ہوتی ہو یا ہو کر زندہ نہ رہتی ہو یا کسی نادان نے اپنے ہی ہاتھوں اپنا ناس کر لیا [illegible]
اور کسی طرح اچھا نہ ہوتا ہو یا پرانی جریان ہو یا کوئی اور بیماری ہو جس کا علاج کرتے کرتے آپ تھک گئے ہوں تو [illegible]
راست الله کا نام لیکر بنارس چلے آئیے علاج کرائیے اگر کسی وجہ سے آنا دشوار ہو تو مراسلات کے ذریعے سے علاج [illegible]
شکایت کے سمجھنے میں بہت آسانی ہوگی۔ ہر خط کیساتھ جواب کے لئے ٹکٹ ضرور آنے چاہئیں۔

المشتہر

ایس اے ہاشمی حفیظ گنج بازار بنارس سٹی

مسلم [illegible] پریس لاہور میں باہتمام [illegible] الله [illegible] پرنٹر و پبلشر چھپا اور دفتر الحافظ کوچہ قاضی خانہ لاہور سے